سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم | ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

Digitized by Khilafat Library

BADR QADIAN

بدر

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی ۴؍ بغیر ضمیمہ درس قرآن مجید

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مھدی ہم مجدد بر این صد

ضمیمہ درس قرآن مجید | چار روپے پیشگی

جلد ۱۱

۴ - رجب سنہ ۱۳۳۱ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۷ ہاڑ سمت ۱۹۶۹

نمبر ۳۶

بھائیو اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

سفر لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح بمعہ خدام جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ۱۵ جون یوم السبت کی صبح کو قادیان سے لاہور تشریف لے گئے۔ اور اسی دن شام کو ۵ بجے کے قریب حضرت نے ایک مختصر خطبہ کے بعد مخدومی شیخ رحمت اللہ صاحب کے مکان کی بنیاد کی پہلی اینٹ رکھی اور آپ کے بعد صاحبزادگان حضرت محمود احمد صاحب۔ بشیر احمدؐ صاحب۔ شریف احمدؐ صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے ایک ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے دعا کرتے ہوئے رکھی۔ اور تمام جماعت نے مکان کے بابرکت ہونے کے لئے دعائیں کیں۔ ۱۶ جون کی صبح کو مسجد احمدیہ میں ۸ بجے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمدؐ صاحب نے ایک تقریر کی۔ آپ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت احمدیہ کو ضروری نصائح اور ہدایات دیں۔ شام کو بھی حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک تقریر کی۔ اور ۱۷ جون کی صبح کو بھی حضور کی ایک تقریر ہوئی۔ ان تقریروں کا مناسب اقتباس واختصار انشاء اللہ اگلے اخبار میں درج کیا جائیگا ۱۷ جون تین بجے لاہور سے امرتسر آئے۔ جہاں چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد رات کو بارہ بجے بٹالہ پہنچے۔ اور رات وہاں ٹھہرے۔ اور احباب بٹالہ نے باصرار تمام اگل کا دن بھی حضرت کو بٹالہ میں ٹھہرا لیا۔ لیکن بعض احباب حضور کی اجازت سے قادیان چلے آئے۔ حضور نے امرتسر میں بھی ایک مختصر وعظ کیا۔ حضور کے ساتھ اس سفر میں یہ احباب تھے۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب۔ میاں شریف احمد صاحب۔ مولوی صدر الدین صاحب۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے اہل بیت اور صاحبزادگان۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ عاجز راقم۔ مولوی سید عبد الستار صاحب افغان۔ مولوی ابو الحمید صاحب سب رجسٹرار حیدر آباد دکن۔ مولانا مولوی سعید احمد صاحب مدرس دینیات حیدر آباد دکن۔ میاں غلام حسین صاحب کلرک دفتر نظارت صدر انجمن۔ بعض دیگر دوست قادیان علاوہ ان کے امرتسر۔ سیالکوٹ۔ وزیر آباد مقامات سے بھی بہت سے دوست حضرت کی زیارت کے واسطے لاہور پہنچے امرتسر میں بھی حضرت نے ایک مختصر وعظ کیا۔ حضرت ام المومنین حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب و نواب صاحب معہ اہل بیت لاہور میں ہیں۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب علاقہ گورداسپور کے ایک حصہ میں دورہ کر کے واپس قادیان پہنچ گئے ہیں

تحفہ نور

ہمارے مکرم دوست اکبر شاہ خان صاحب نے جو بے نظیر تحفہ حضرت خلیفۃ المسیح کی سوانح کا جمع کیا ہے اس کے چھپوانے میں خانصاحب کی امداد کی طرف احباب کو بہت جلد متوجہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ یہ بیش قیمت نسخہ جلد احباب کے ہاتھوں میں پہنچ جاوے پیشگی قیمت کے طور پر علی الحساب ایک روپیہ فی خریدار سر دست مانگتے ہیں۔

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک دوست میٹرک اسسٹنٹ بیکار ہیں کیا کوئی صاحب انکی امداد کر سکتے ہیں تاکہ وہ ملازم ہو جاویں۔

پاس

استحان انٹرنس میں مدرسہ تعلیم الاسلام سے ۱۹ میں سے دس لڑکے پاس ہوئے۔ پاس ہونے والوں کے نام یہ ہیں۔ عبد الستار خاں۔ گل محمد خاں۔ فضل احمدؐ۔ حفیظ اللہ۔ عبد الرحیم۔ محمد یعقوب۔ لال دین۔ عبد الحق۔ عبد اللطیف محمد اسماعیل۔ اللہ تعالےٰ یہ کامیابی اور نتیجہ ناظمین مدرسہ کو مبارک کرے ❊

صراط المستقیم

جناب مفتی محمد دین صاحب وکیل گجرات کا لکچر جو وکیل صاحب موصوف نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں ۵۔ اپریل سنہ ۱۳ء کو دیا تھا صرف آیات قرآنی سے ترتیب وار یہ دکھایا ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے اور وہ کس طرح سے حاصل ہو سکتا ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں۔ بالآخر خلافت کو صراط مستقیم کا نتیجہ ثابت کیا ہے

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر۔ پروپرائیٹر و پبلشر و پرنٹر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا

عمدہ ہے بہت ہی پسندیدہ ہے۔ آیات قرآنی سے مدلل ہے۔ البتہ اس کتاب میں شیطان سے جو مراد ملکہ فطری لیا گیا ہے یہ بات کتاب اللہ قول رسول و اقوال ائمہ سے ثابت نہیں ❊

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیانندی مت اور فلسفہ جدید

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا لیکچر جو شاہ صاحب نے اگرہ کی انجمن ہدایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا۔

دیباچہ

الم - تلک ایت الکتاب الحکیم - ھدی ورحمۃ للمحسنین - الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم یوقنون - اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون - ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین - واذا تتلیٰ علیہ آیتنا ولیٰ مستکبرا کان لم یسمعھا کان فی اذنیہ وقرا فبشرہ بعذاب الیم - ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لھم جنت النعیم - خالدین فیھا وعد اللہ حقا وھو العزیز الحکیم -

ترجمہ - (الم) یعنے اللہ ہی اصل حقائق کا جاننے والا ہے اس لئے اس کی کتاب ہی انکشاف حقیقت کا موجب ہو سکتی ہے - یہ ذیل کی باتیں حکیم کتاب سے ہیں یعنے اعلےٰ سے اعلےٰ فلسفہ اور حکمت اور دانائی کی باتیں جس کتاب میں ہو سکتی ہیں - یہ آیات اسی کتاب کی ہیں اور وہ مسائل جو اس میں بیان کئے گئے ان سے وہ لوگ ہی جو محسن ہیں فائدہ اٹھا سکتے ہیں - محسن وہ ہوتے ہیں - جو اللہ کو حاضر وناظر جان کر ہر ایک کام میں اور ہر وقت اللہ کے حضور دست بدعا رہتے ہیں اور اس کے فرمان کے ماتحت اپنے مال جیسی عزیز کو بھی قربان کر دیتے ہیں اور آخرۃ پر بھی یقین رکھتے ہیں ایسی طبیعتیں جو محسن ہوتی ہیں ان مسائل سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں - اور اس کتاب حکیم کی بتائی ہوئی باتوں پر عملدرآمد کر کے اللہ تعالےٰ سے انعام حاصل کرتی ہیں اور یہی وہ انسان ہوتے ہیں جو فلاح یافتہ اور کامیاب کہلا سکتے ہیں وہ لوگ جو کہ محسن نہیں ہوتے یعنے اللہ پر ایمان نہیں رکھتے نہ اس کے لئے وقت اور مال خرچ کرتے ہیں - وہ بجائے ان مسائل میں غور کرنے کے فضول اور لغو اور ناقابل اعتبار باتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور بغیر علم کے اور بغیر سمجھنے کے ان کو بجائے ان معقول اور اعلےٰ حکمت اور فلسفہ سے بھری ہوئی باتوں کے صرف اللہ کی راہوں سے روکنے اور ان پر ہنسی اور مذاق اڑانے کی خاطر قبول کر لیتے ہیں وہ اصل راہوں سے بھٹک جاتے ہیں اس لئے دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسوں کو جب یہ حق اور حکمت کی باتیں پڑھی جاتی ہیں - جن میں باطنی اور ظاہری علوم کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے - تو تکبر اور غرور سے لاپرواہ ہو کر ان پر سے گزر جاتے ہیں گویا کہ انھوں نے انکو سنا ہی نہیں اور ان کے کانوں پر . . . . محکم اور مضبوط حقیقتوں کی طرف سے پردے پڑے ہوئے ہیں - بس اسے نبی اور اسے مسلمانوں ان لوگوں کو اطلاع دیدو کہ ان کے لئے عذاب دردناک اس دنیا اور آیندہ زندگی میں ہو گا - ہاں ان لوگوں کے - لئے جو ان حقائق پر ایمان لاتے ہیں اور اعمال صالحہ سے اس کی آبپاشی کرتے ہیں ہمارا یہ قانون ہے کہ ہر ایک قسم کی نعمتوں [illegible] باغ ہم انہیں عطا کیا کرتے ہیں وہ ان میں رہیں گے - یہ اللہ کا وعدہ ان دو گردہوں کی نسبت بالکل حق اور سچا ہے کیونکہ وہی سب سے زیادہ طاقتور اور غالب حکیم اور فلسفی ہے اس لئے جو وہ بتلاوے وہی ضرور ہے کہ درست ہو - پھر فرمایا :-

الم - ذالک الکتاب لاریب فیہ - یہ کتاب قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہر ایک قسم کی ظاہری اور باطنی حقائق پر روشنی ڈالتی ہے اور جو کچھ یہ امور دنیا و معاد کے متعلق تعلیم کرتی ہے - وہ سب حق ہی حق ہوتا ہے ذرہ بھر بھی اس میں گنجائش غلطی یا سہو یا شک کی کسی زمانہ یا کسی وقت میں موجود نہیں ہوتی - ماسوائے اس کے جتنی کتابیں ہیں وہ غلطیوں اور شکوک سے پاک نہیں دیکھیں۔

ان ہر دو آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق ہی ہمیشہ غالب آتا ہے اور وہ قرآن مجید میں ہے - اس لئے جو ماسوائے قرآن کے اور کسی کتاب کو رہنما بناتا ہے وہ باطل کا پرستار ہے اسلئے اس کا انجام کبھی درست ثابت نہیں ہوتا - ذیل کا ہمارا مضمون اس کی عملی تائید کریگا :-

دیانندی مذہب کی غرض و غایت

آریہ سماج ہندوازم کا ایک نیا فرقہ ہے - جس کی بنیاد سوامی دیانند صاحب نے عرصہ تقریباً چالیس سال کا گذرا ہندوستان میں ڈالی - اس فرقہ کے حالات اور تعلیم میں اگر غور کیا جاوے تو پایا جاتا ہے کہ بانی آریہ سماج کا اصل مدعا اس میں صرف یہ تھا کہ وہ ہندوازم کو ان خطرات سے بچائے - جس میں کہ موجودہ تعلیم آزادی خیالات اور مذاہب کے آپس میں میل جول نے ہندوازم کو ڈال رکھا تھا اور جس سے ڈر تھا کہ نوجوان - تعلیمیافتہ ہندو - ہندوازم کو خیرباد کہہ کر عیسائیت - دہریت وغیرہ فرقوں میں جا شامل ہوں اور اس طرح ہمیشہ کے لئے ہندوازم کا دنیا سے خاتمہ ہو جاوے۔

ویدوں کے نئے معنے

اس درد کو دل میں لئے ہوئے پنڈت صاحب نے اس سماج کی بنیاد رکھی اور ایسے اصول شاستروں اور ویدوں کی مختلف شرتیوں سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کئے اور اس کی تعلیم میں شامل کئے جو ہزارہا سال گذشتہ میں کبھی کسی وید بھاشکر یعنے شارح وید کے وہم و گمان میں بھی نہ آئے تھے - انکی بنا پر پنڈت صاحب موصوف نے ہزار سال کی بت پرست قوم کو جو اب تک بھی کروڑوں بتوں کی پوجا کرتی ہے اور جنھوں نے کبھی ایک خدا کے پجاری ہونے کا دعوےٰ نہ کیا تھا - ایک طرف تو اسلام کی توحید سے متاثر ہو کر وحدانیت کا اور دوسری طرف عیسائیت سے بچانے کے لئے تثلیث کا سبق سکھایا تا اگر اہل اسلام سے نوجوان تعلیم یافتہ ہندو احباب کو مقابلہ پڑے تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ خود موحد ہیں ان میں شامل ہونے سے بچ جاویں اور اگر عیسائیوں سے مقابلہ پڑے تو اپنے میں تثلیث کے اصول موجود پا کر ان سے بھی علیحدہ رہ سکیں اور اپنے مذہب کو اپنے لئے ہر طرح کافی سمجھیں -

ویدوں میں ایجادات

پھر پنڈت صاحب کی دوربین نظر نے معاملہ کو یہیں تک نہیں چھوڑا - بلکہ اس خطرہ عظیمہ کو محسوس کرتے ہوئے جو کہ موجودہ زمانہ کا فلسفہ ہر ایک مذہب کے لئے پیش کر رہا تھا نہایت عقلمندی سے اپنے عقائد کو اس طرح ترتیب دیا - کہ وہ موجودہ فلسفہ اور تعلیم کے خلاف بھی نہ پڑے تا جیسا کہ ضروری تھا - تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دماغ کو اگر کبھی اس فلسفہ کے اصول سے مقابلہ کرنا پڑ جاوے - تو وہاں بھی ان کو اپنے مذہب میں کوئی کمی نظر نہ آوے - اس پہلو میں پنڈت صاحب نے اپنی تعلیم میں یہاں تک زور دیا کہ ساری آج کل کی ایجادوں اور ترقیات کو بھی ویدوں سے نکال کر دکھانے کا دعوےٰ کیا اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ یہ ریلیں - تاریں - بیلون - ہوائی جہاز - توپیں - دا[illegible] وغیرہ سب کچھ انمیں موجود ہے ماسوائے ان کے پنڈت صاحب نے اور طرح طرح کی دور از قیاس تاویلیں پیش کر کے ثابت کرنا چاہا کہ وید صرف مذہبی گا[illegible] ہی ہیں بلکہ علمی طور پر بھی ایک مکمل کتاب ہیں -

چونکہ غیر مذہب والے تو کیا خود ہندو بھی ویدوں کو نہیں پڑھ سکتے اور ان سے اکثر بالکل ناواقف ہیں - اس لئے جو کچھ پنڈت صاحب کے جی میں آیا - ان کی طرف منسوب کر دیا یہاں تک کہ عام لفظ پاتال جس کے معنے بہت ہی گہری جگہ کے سنا کرتے تھے اس کے معنے امریکہ سکھا کر دنیا کو یہ بتایا کہ ہندوں کے بزرگ ایسے امیرالبحر تھے - جو امریکہ تک بھی ہو آئے تھے - اس بات کی کہ آیا واقعات - مشاہدات تاریخ یا کوئی اور قرائن ہی ان امور کو ثابت کرتے ہیں - اپنے اس درد اور جوش میں پنڈت صاحب نے کچھ پرواہ نہ کی - اس کوشش میں پنڈت صاحب کو انسان کی اس کمزوری نے جس کو بے جا تعصب کہتے ہیں اور جو مذہب کے سوال پر ہر ایک انسان کے دل میں (سوائے خدا پرست دل کے) اپنے پرانے عقیدہ کے متعلق پیدا ہو جاتا ہے - بہت فائدہ دیا - چنانچہ جو بات پنڈت صاحب نے اس طرح پیش کی - ہندو بھائیوں نے اس کو مذہب کی ایک خوبی سمجھ کر بغیر اس کی جانچ پڑتال کرنے کے قبول کی اور حقیقت یقین کر کے دنیا میں اس کی تبلیغ شروع کر دی اور ایسے جوش سے کام شروع کیا کہ ایک دفعہ تو دنیا کو اپنا عقیدہ سچ کر دکھایا - اگرچہ یہی کوشش پنڈت صاحب کی ہندوازم کو کچھ عرصہ تک ہر ایک قسم کے خطرہ سے بچانے کے لئے کافی تھی لیکن اس محبت نے جو پنڈت صاحب کو اپنے مذہب سے تھی آپ کو اسی پر قناعت کرنے نہ دی بلکہ اس خیال سے کہ ہو سکتا ہے کہ دوسرے مذاہب کی خوبیاں ہی کسی غور کرنے والے دل کو اپنی طرف مائل کر لیں - آپ نے باوجود دوسرے مذاہب سے ناواقف ہونے کے ان پر ایسی بیدردی سے جا و بیجا حملے کئے اور ان کی صورت دنیا کو ایسی قبیح کر کے دکھائی کہ کوئی ذرا سی عقل رکھنے والا انسان بھی ان کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور یہ وہ حربہ تھا کہ جو عیسائی پادری صاحبان شروع سے اسلام کے خلاف چلا کر یورپ میں اپنے آپکو کامیاب سمجھتے ہیں - یعنے پنڈت صاحب نے اسمیں ان کی تقلید کی -

خیر جو کچھ بھی ہوا اور جس طرح بھی ہوا - جیسا کہ ہم نے

اور پر عرض کیا ہے۔ لیکن ایک آرین لٹریچر پڑھنے والا منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر آئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس فرقہ کے بانی کی اصل غرض صرف ہندو نوجوانوں کو تبدیلی مذہب سے بچانا تھا اور اپنی گری ہوئی قوم میں قومیت کا جذبہ پیدا کرنا تھا مجھے اُمید ہے کہ ہمارے اس خیال سے ہندو بھائی بھی متفق ہوں گے۔

دیانند اللہ والوں سے نہ تھا

ہمارے اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ باوجود مذہبی لیڈر ہونے کا دعوے رکھنے کے پنڈت صاحب نے کبھی اپنا کوئی خاص تعلق خدا سے نہیں ظاہر کیا۔ حالانکہ اس امر سے کوئی بھی انسان انکار نہیں کر سکتا۔ کہ خدا سے تعلق جوڑنا اور اس کی رضار کو حاصل کرنا ہی اصل مدعا کسی مذہب کی پیروی میں انسان کے مدنظر ہوتا ہے لیکن یہ علامت پنڈت صاحب میں موجود نہ تھی اور ضروری ہے کہ جب خود ایک قوم کے مذہبی لیڈر یا مصلح کے ہی پیش نظر یہ بات نہ ہو تو اس کے پیروؤں کے پیش نظر وہ بات کس طرح ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ آریہ قوم کے سامنے صرف ملکی اور قومی اصلاح ہی ہے۔ ذاتی یا اخلاقی اصلاح نہیں اور وہ روحانیات پر روشنی ڈال بھی کیسے سکتے تھے۔ وید میں تو مظاہر قدرت کو سامنے رکھ کر صرف اُس ادنےٰ معرفت کا ذکر ہے کہ جو عناصر پر معمولی غور کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے اور جس سے عناصر پرستی کا امکان لازم تھا جیسے کہ ہوا۔

دیانند نے بُت شکنی کی

اگرچہ اس تحریک سے مسلمانوں کو تھوڑا بہت نقصان پہنچا لیکن ایک باریک بین انسان یہ مانے بغیر نہیں رہ سکتا کہ درحقیقت اس سے اسلام کو بہت فائدہ ہوا اور وہ مشکل کام جس کے حل کے لئے بہت سے اہل دل اپنے دل کی اُمنگیں دل میں لئے ہوئے اس دار فانی سے گذر گئے۔ اور جس کے لئے نادانی سے محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے پاک دل انسانوں پر آج بھی سخت سے سخت توہین آمیز کلمات بولے جاتے ہیں۔ وہ مشکل اور کٹھن کام اسلام کی طرف راہنمائی کرنے کے پنڈت صاحب کی اس کوشش سے بغیر کسی تکلیف کے حل ہو گیا اس وقت جلال کا زمانہ تھا۔ پس گھر سے ہی بھیدیوں نے بغیر کسی جنگ کے بُت شکنی کی۔ چنانچہ اس جوش سے بھرے گھر کے بھیدی نے لاکھوں گھروں سے بُت پرستی کی بنیاد ہمیشہ کے لئے اکھاڑ دی اور اصل وجہ اس تھوڑی بہت کامیابی کی جو پنڈت صاحب کو اپنی اصلاح میں ہوئی۔ آپ کا یہی نیک کام تھا جس کے لئے ہم سب ان کی قدر کرتے ہیں۔ ماسوائے اس کے جو کچھ آپ نے کیا (اول تو میرا خیال ہے کہ وہ آپ نے نہیں کیا بلکہ بعد کی آمیزش ہے لیکن خیر اگر مان لیا جاوے کہ آپ نے ہی کیا) تو وہ ملک کے لئے مفید ثابت نہیں ہوا لیکن بے عیب اور کمزوریوں سے پاک بہت تھوڑے انسان ہوتے ہیں اس لئے اس کے متعلق پنڈت صاحب قابل درگذر اور معافی ہو سکتے ہیں۔

دیانند کی بڑی غلطی

اس جد و جہد میں جو اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے پنڈت صاحب نے کیا۔ اگرچہ توحید کی تعلیم پیش کر کے ہمارے روشن دماغ ہندو بھائیوں کو ایک وقت تو ضرور اسلام کی حقیقی برکات سے مستفیض ہونے سے روک لیا اور عیسائیت کے پنجہ سے مخلصی دیدی لیکن جہاں تک فلسفہ موجودہ کا تعلق تھا۔ مذہب کو اس کے مطابق کرنے میں پنڈت صاحب نے بہت بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ یہ کم بخت ایسا بے اعتبار واقعہ ہوا ہے کہ خود فلسفی بھی اس سے شاکی ہی رہتے ہیں اور بار بار دنیا کو کہتے ہیں کہ فلسفہ کے ذریعہ انسان کبھی اصل حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا اور کہ اس دنیا و مافیہا کے باطنی رازوں کے متعلق ایک فلسفی کا علم کبھی خیال کے درجہ سے آگے ترقی نہیں کر سکتا۔ جو آج کچھ ہوتا ہے تو کل کچھ ہو جاتا ہے اور چونکہ فلسفہ کسی زمانہ کا اس زمانہ کے عالم و فاضل انسانوں کے دماغوں کا تجویز ہوتا ہے اس لئے یہ امر ثابت ہو گیا کہ دنیا و مافیہا کی اصل حقیقت سمجھنے کے لئے جس کی پیاس ہر ایک انسان کے دل میں پائی جاتی ہے انسانی عقل صرف کافی نہیں ہے ضروری ہے۔ کہ اس کی دستگیری اس جگہ کوئی بیرونی طاقت کرے اور وہ طاقت وہی سکتی ہے جو اس ساری کائنات کی خالق ہے اور اس لئے اس کے ہر ایک راز سے واقف ہے اس لئے ضروری ہوا کہ حقیقت کو اور حق کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے انسان مدد حاصل کرے اور الٰہی علم ان کی اس میں دستگیری کرے اور وہ طریق جس سے ایسا کیا جاتا ہے الہام الٰہی کہلاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب سے دنیا شروع ہوئی حقیقت کے انکشاف کا حصر اللہ تعالےٰ نے الہام پر رکھا۔ جو دنیا پر انبیاء کے ذریعہ نازل ہوتا رہا۔ اور اب بھی جب کبھی حق زمانہ سے اُٹھ جاتا ہے۔ ضرور ہے کہ حقیقت کو سمجھنے کے لئے الہام الٰہی کی بارش دنیا پر پھر ہو۔ اور یہی وہ امر ہے جس کے لئے حدیث میں آیا ہے۔ اور اہل اسلام کا ہر ایک فرد جس پر متفق ہے کہ صدی کے سر پر ایک مجدد آ کر الہام الٰہی کے ذریعہ دنیا کو مروجہ غلطیوں سے نکال دیتا ہے۔

فلسفہ کی پیروی کا نتیجہ

الغرض فلسفہ کے پیچھے لگنے سے پنڈت صاحب نے بہت بڑی غلطی کھائی اور باوجود اس علم کے کہ انسانی فلسفہ ناقص ہے اور اصل حقیقت بغیر الہام الٰہی کے کبھی انسان نہیں سکھ سکتا۔ پنڈت صاحب نے الہام سے تو انکار کیا اور فلسفہ موجودہ کے مطابق ہندو ازم کو ثابت کرنے میں بہت کوشش کی اور اگرچہ اپنے مذہب کو اسلام کے حملوں سے بچانے کے لئے توحید کی تعلیم تو پیش کی لیکن اس فلسفہ کی رضار کی خاطر خدا کو نہ مادہ اور نہ ہی روحوں کے پیدا کرنے والا اور نہ ہی جزا و سزا پر کسی قسم کا خود اختیار رکھنے والا بتایا بلکہ سکھایا کہ یہ جو کچھ کائنات میں ہمیں نظر آتا ہے یہ انسان کے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں۔ غرض اس کے پیچھے لگنے سے ایسا خدا تجویز کیا کہ خدا کا ماننا نہ ماننا برابر ہو گیا۔ کیونکہ جو شکل خدا کی آپ نے پیش کی وہ نہایت ہی کمزور تھی۔ اور خدا کی خدائی کے شایان حال نہ تھی۔ اور ایسی خلاف عقل تھی کہ عام مشاہدہ سے بھی ٹکر نہ کھا سکی۔ مثلاً نہ اس کو خالقیت کے پورے اختیار دیئے نہ ایک کو رہائی اپنی مرضی سے بخشنے کی اجازت دی نہ اس کی ابدیت کو ہی اس تک محدود رہنے دیا نہ اس کو غاصب اور ظالم ہونے کی بدخلقی سے ہی پاک سمجھا غرضیکہ جیسا مانا جیسا نہ مانا۔ نام کو خدا۔ مگر بے اختیار اور معزول خدا۔

پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ دنیا کی ساری چیزیں کیا زمین کیا سورج۔ کیا چاند۔ کیا ستارے۔ کیا بارشیں۔ کیا میوے۔ کیا اناج۔ کیا حیوانات اور کیا نباتات وغیرہ کس طرح بغیر ہمارے کسی حق کے ہماری خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ جو ایک رحمٰن خدا کی ہستی کا بین ثبوت ہیں یعنے ایسے خدا کی ہستی ثابت کرتی ہیں جو اپنے فضل سے بغیر ہماری کسی محنت اور مشقت کے ہمیں سب کچھ عطار کر رہا ہے باوجود اس زبردست مشاہدہ کے اس فلسفہ کی خاطر پنڈت صاحب نے کوئی ایسی صفات خدا کی طرف منسوب نہ کیں۔ جو کہ اس کی عنایت اور مہربانی اور رحم سمجھا جا کر انسان کے دل میں اس کی محبت کو جگہ دے سکتیں تا وہ سچے عاشق کی طرح اس کے احکام کی فرمانبرداری اور رضار جوئی میں لگ جاتا اور وہ اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات اور انعامات رُوحانی و جسمانی حاصل کر سکتا جو انسان کے لئے مقدر ہیں۔ ہاں ایک خدا تو پیش کیا اور بُت شکنی بھی کی۔ لیکن اس بیوفا فلسفہ کے لئے بجائے کروڑوں بُتوں کے خلاف مشاہدہ اور عقل اور مادہ کو انسان کا محسن اور خدا کی طرح انادی مان لیا۔ اور اس طرح مادہ پرستی کی بنیاد ڈالی اور سکھ در سکھ بُتوں کی اس طرح پرستش شروع کر دی جن کا دارد غہ اور وہ بھی ایسا دار وغہ جو بغیر کسی حق کے ان پر مسلط ہو گیا ہو۔ خدا کو ٹھہرایا۔

چونکہ اس وقت کا معلوم فلسفہ سکھاتا کہ مادہ غیر فانی ہے اس لئے پنڈت صاحب نے بھی اسے غیر فانی ہی تسلیم کر لیا جس کے ماننے سے ضروری ہو گیا کہ کسی چیز کو مخلوق ہی نہ مانا جاوے اور اس لئے خدا خالق بھی نہ ہوا۔ قوم کو بچانا اور اس میں قومیت پیدا کرنا اصل مدعا تھا اور عیسائیت کے متعلق بھی اپنا مطلب سیدھا ہو سکتا تھا اس فلسفہ کے مسئلہ کو حقیقت یقین کرتے ہوئے مختلف مسائل کو اس طرح تطبیق دے لی کہ خدا اور مادہ اور روح انادی ہیں۔ خدا کو باقی دو پر کچھ تھوڑے سے اختیار دیدیئے خدا بھی مانا گیا۔ قوم کو موحد ہونے کا فخر بھی ہو گیا۔ کم از کم مسلمانوں کے طعنوں سے تو چھٹی مل گئی اور موجودہ فلسفہ کے مطابق مذہب بھی ہو گیا۔

دیانندی تثلیث

ایک سطحی خیال کے انسان کے لئے جو دنیا میں ہی منہمک ہو اور دین سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو یہ توحید کا خیال تسلی و تشفی کا موجب ہو گیا رُوح کی سمجھ نہ آئی اُسے بھی انادی مان لیا۔ خدا۔ مادہ۔ رُوح کو ساری دنیا کی حقیقت یقین کرتے ہوئے تثلیث میں بھی قدم رکھ اب سب کچھ تو گھر میں موجود ہو گیا۔ باہر جا کر کوئی کرے گا تو کیا رہا یہ امر کہ خدا کو ماننے سے اور پھر خاص صفات والا خدا ماننے سے جو فوائد انسان کو عملیات کے متعلق یا دنیا میں امن قائم رکھنے کے متعلق ہوتے ہیں وہ آیا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے حاصل ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ ان جھگڑوں میں تو وہی پڑے جس کو مذہب سے کچھ فائدہ اٹھانا مقصود ہو یا دنیا کو اعمال صالحہ کا پابند بنا کر آئندہ کی زندگی کے لئے طیار کرتا ہو۔ غرض تو صرف قوم کو بچانا تھا۔

اور اس میں قومی زندگی کو پیدا کرنا۔ کیا ضرورت پڑی تھی کہ ان باتوں میں غور کریں۔ اس کی پرواہ نہ کی۔

غرض پنڈت صاحب نے اس اصلاح میں جہاں تک انسانی دماغ کی طاقت مدد کر سکتی تھی اپنے اعلےٰ فہم کو ایسی دانشمندی سے استعمال کیا کہ ایک دفعہ تو اپنی قوم کے اُکھڑے ہوئے پاؤں کو پھر جما دیا۔ بعد کا علم خدا کو ہوتا ہے۔ پنڈت صاحب نے ایک دفعہ حق کو باطل اور باطل کو حق کر دکھایا اور بغیر اس امر کی پرواہ کرنے کے کہ فلسفہ ایسی جحت ہے کہ آج زید کی تو کل بکر کی۔ یہ کسی سے دل لگانا ہی نہیں جانتی۔ اس باطل کی آڑ میں یہاں تک اپنے مذہب کو چمکایا کہ ایک دفعہ تو اسلام سے ناواقف تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی سوچ میں ڈال دیا اور ہمارے آریہ بھائیوں کو ایک مشغلہ مل گیا۔

کسی نے کہا کہ مادہ انادی ہے۔ خدا خالق کس طرح ہو سکتا ہے کسی نے کہا کہ خدا مادہ پیدا نہیں کر سکتا۔ پھر کُن کے کہنے سے دنیا کس طرح ہست ہو گئی۔ کسی نے کہا کہ خدا کا حق ہی کیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کسی کو دیدے۔ اور کسی کو امیر کسی کو غریب کسی کو بادشاہ کسی کو گدا۔ کسی کو خوبصورت کسی کو بدصورت کسی کو عالم کسی کو جاہل کسی کو گدھا کسی کو کتا بنا دے۔ ضروری ہے کہ یہ اپنے اپنے اعمال کا ہی نتیجہ ہو۔ جو کہ ہم نے اپنے کسی پچھلے جنم میں کئے۔ چونکہ نہ وہ خالق ہے اور نہ ہی وہ مالک ہے اس لئے اپنی مرضی اور ارادے کا مالک بھی نہیں ہو سکتا کسی نے کہا کہ قرآن مجید میں فلسفہ نہیں ہے۔ وید میں ہر ایک علم پر روشنی ڈالی گئی ہے [illegible] مادہ کی طرح انادی ہے اس لئے سب کتابوں سے افضل ہے۔ اس میں ریلیں ہیں۔ تاریں ہیں۔ اس میں انجن ہیں۔ اس میں گاڑیاں ہیں۔ اس میں ہی کمسٹری ہے۔ اس میں ہی حکمت ہے۔ غرض وید کیا ایک مکمل ڈکشنری علوم طب۔ کیمیا۔ ہیئت حساب۔ انجنیری اور کیا کچھ بتائی لیکن اب اگر ہم کوئی ترجمہ وید کا پڑھتے ہیں تو ہمیں تو سوائے مظاہر قدرت یا ان کے کرشموں کی تعریف کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور نہ ہی آگ کی پوجا اور کچھ مچھ کی پرستش کے اور اس میں کچھ نظر آتا ہے۔ خیال بھی رہتا ہے۔ کہ کوئی اور وید ہو گا جو کسی مہاشہ کے گھر میں محفوظ پڑا ہے۔

اس وقت کے فلسفہ کی شہ میں ہمارے آریہ بھائیوں نے یہاں تک ہی معاملہ کو نہ رہنے دیا بلکہ قرآن کریم جیسی پاک کتاب اور بے عیب کتاب میں سے جو الٰہی عرفان اور انکشاف حقیقت کے لئے ایک ہی مکمل کتاب ہے، اور جو اللہ تعالےٰ نے خود دین و دنیا کے باطنی رازوں کی حقیقت سکھانے کے لئے ہمارے پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی فرمائی؛ اس فلسفہ کی بنا پر غلطیاں نکالنی شروع کیں اور بعضوں نے اس شوخی میں یہاں تک منہ مارا کہ کلام خدا کی مثل و مانند بنانے کی عبث کوشش کی اور ناکام رہے۔ اگر کسی نے کہا کہ بھائیو! یہ فلسفہ بے بنیاد ہوتا ہے اس پر زیادہ بھروسہ نہ کرو۔ تو جواب دیا کہ ان کا مذہب عقل کو معطل رکھنا سکھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

لیکن سچ کہتے ہیں دیر آید درست آید

قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہوئی

قرآن کریم کا وعدہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً (حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ تحقیق باطل بھاگ جانے والی چیز ہے) تو ایک دفعہ نہیں بلکہ دوسری بار بھی اس زمانہ میں بھی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود مغفور و مرحوم پر نازل ہو چکا تھا۔ ہم انتظار میں تھے کہ دیکھئے کیا یہ دجل کھلتا ہے۔ اور یہ باطل جو اس طرح اکڑا کیا ہے کب تباہ ہوتا ہے اور یہیں تک نہیں۔ بلکہ حضرت امام وقت و مجدد زمان کو تو اللہ تعالےٰ نے اس امر کی اطلاع دے کر کہ یہ باطل اب کوئی دن کا مہمان ہے اور بہت سے ہم میں سے زندہ ہوں گے۔ کہ اس کا نام و نشان مٹ جاوے گا۔ اور حق ظاہر ہو جاوے گا۔ اس وعدہ کی تشریح بھی کھول کر بیان کر دی تھی کہ عنقریب اس باطل کی قلعی کھل جاوے گی اور ہم کو بتا دیا ہوا تھا کہ اس کی بنیادیں ریت کے ٹیلوں پر ہیں جو حق کی ہواؤں کا مقابلہ نہ کر سکیں گی۔

دیانندی فلسفہ ٹوٹ گیا

ہم اس انتظار میں ہی بیٹھے کہ دیکھئے وہ وقت کب آتا ہے کہ فلسفی دنیا میں شور اُٹھا کہ مادہ فانی ہے اور ہماری نظر سے ایک جدید فلسفہ کی کتاب موسومہ ایوولیوشن دی ماسٹر کی دعینی مسکہ ارتقا ہی ہر ایک سربستہ راز دنیا کی حقیقت کے انکشاف کی سب سے بڑی کُنجی ہے۔ مصنفہ سی ڈبلیو سلیبی صاحب گزری جس نے کہ ایسی بُری طرح اس باطل کے قلعہ پر گولہ باری کی ہوئی تھی کہ اس کی مٹی کے غبارہ کا بھی کہیں پتہ نہ لگ سکے۔

مبارک ہو اے مسلمانوں۔ مذکورہ بالا وعدہ کے پورا ہونے کے دن آگئے۔ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد کے مسیح زمان و مہدیٔ دوران و وحی الہام کی سچائی کی شعاعیں افق پر نمودار ہو گئیں۔ اور اس فلسفہ نے ہی جس پر کہ آریہ سماج کو ناز تھا۔ ہاں اس فلسفہ نے ہی ان کے عقائد کی جڑ کو کاٹ دیا اور آریہ سماج کے محل کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا وہ ہل چکی ہیں۔ اور یہ عمارت کسی دن ایک دم نیچے آ گرے گی صرف مسلمانوں کا فرض اتنا ہے کہ وہ اس جدید فلسفہ سے آگاہ ہوں اور اس کو آریہ سماج کے سامنے ہار جیت کے رنگ میں نہیں صرف ہمدردی کے رنگ اور محض ہمدردی کی غرض سے پیش کریں تا خداوند تعالےٰ ان کو اس غلطی سے نکالے اور نجات عطا کرے۔ اور اب وقت ہے کہ ہم اپنے ان برادران وطن کو (جو پہلے ہی اپنے آبائی مذہب کو جواب دیکر آریہ ہوتے ہیں اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دے چکے ہیں) حق کی طرف جو اسلام میں تعلیم کیا گیا ہے۔ متوجہ کریں امید ہے کہ وہ خدائے اسلام اور کتاب خدائے اسلام اور رسول خدا کی قدر کرنے لگ جاویں گے اور اسلام کے لئے بجائے نکتہ چین بننے کے درخشندہ گوہر ثابت ہوں گے اور دین حق کے لئے ایک طاقتور پشتہ بنیں گے۔ خدا ایسا ہی کرے آمین۔ ہمارا جو مسلمان ہیں کام یہ ہے کہ محبت سے اور دیانت اور امانت سے اعلےٰ اخلاق پر اپنے آپکو قائم کر کے اعلےٰ نمونہ اور صبر و تحمل سے ان کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کو منقش کر دیں اور اللہ تعالےٰ سے اس کی نصرتوں کے منتظر رہیں جو کہ وعدہ کی جا چکی ہیں اور جن کے نزول کے علامات اب نظر آنے لگ گئے ہیں۔

فلسفہ کا اثر عیسائیت پر

اس فلسفہ نے یہی نہیں کیا بلکہ باقی سب مذاہب کو بھی سوائے اسلام کے ایک ناقابل برداشت صدمہ پہنچایا ہے اور عیسائیت کے مذہب کو بھی اپنے رو میں بہا کر لے گیا ہے اور یورپ میں عیسائیت کی عملی رنگ میں اور اعتقادی رنگ میں بیخ و بنیاد اکھاڑ دی ہے اور جو کوئی وہاں عیسائی نظر آتے ہیں وہ باستثنائے چند جاہل لوگوں کے سب دہریت کے رنگ میں رنگین ہو چکے اور اپنے آپ کو فیشن کے طور پر عیسائی کہتے ہیں۔ یہیں تک نہیں اس موجودہ فلسفہ نے اس فلسفہ کو جو گذشتہ ایک سو سال تک دنیا میں حکمران رہا۔ غلط ثابت کر کے دہریت کے خیالات کا بھی جو کہ فلسفہ پر اعتبار کرنے کی وجہ سے دنیا میں نو تعلیم یافتہ لوگوں میں پیدا ہو رہا تھا۔ قلع قمع کر دیا ہے کیونکہ اس نے دکھا دیا کہ یہ قابل اعتبار نہیں اور ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔

بکوشید اے مسلمانان

غرض رستہ بہت حد تک صاف ہو چکا ہے صرف تھوڑی کوشش اور قربانی ہماری طرف سے حق کے انکشاف کے لئے درکار ہے پھر فتح ہی فتح ہے۔ مذاہب باطلہ کی عمارات گرانے کا کام قریب الاختتام ہے۔ اب نئی حق کی عمارتوں کو کھڑا کر دینا ہی ہم مسلمانوں کا فرض ہے۔ ہم کو چاہیئے کہ اشاعت اسلام میں لگ جاویں اور ہر ایک ہم مسلمانوں میں سے واعظ کی زندگی اختیار کرے اور اپنے مال کو۔ وقت کو۔ قلم کو۔ زبان کو اور جان کو اس غرض میں لگا دیں۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے یہ ہمارا فرض ہو چکا۔ جس کی نسبت کہ اگر ہم نے کوتاہی کی تو دربار الٰہی میں پوچھے جاویں گے۔ پس بھائیو! اُٹھو اُٹھنے کا وقت ہے بہت سو چکے۔ جاگنے کا وقت ہے۔ منزل مقصود نزدیک ہے، اور آسان ہو چکی ہے وہ جو اس پر چلیں گے الٰہی برکات اور الٰہی نصرتوں کے وارث ٹھہرینگے ان نصرتوں پر یقین رکھتے ہوئے جو اسلام پر آنیوالی ہیں۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے تیس سال پہلے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے:-

بکوشید اے جواناں تا بدیں ہمت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا
اگر یاراں کنوں بر غربت اسلام رحم آرید
باصحاب نبی نزد خدا نسبت شود پیدا
باصحاب نبی بنگر چوں شد کار نادانی
کہ از تائید حق سر چشمۂ نصرت شود پیدا
بمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

سو واضح رہے کہ یہ سب آسانیاں اسلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے فلسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے پیدا کر دی ہیں جو کہ باقی خیالات و مذاہب کا تو کھنڈن کرتا ہے لیکن اسلام کی غلامی میں دست بستہ کھڑا ہو گیا ہے۔

وہ فلسفہ جدیدہ کیا ہے۔ اور اس نے آریہ سماج پر کیا اثر ڈالا

اور اسلام کی کس طرح تائید کی ہم ذیل میں عرض کرینگے۔

گذشتہ فلسفہ کا اثر سماج پر

لیکن فلسفہ جدیدہ پر مفصل بحث کرنے سے پہلے اس امر کے سمجھانے کے لئے کہ اس نے گذشتہ فلسفیوں کے خیالات پر جن پر آریہ سماج کے معتقدات کا بہت سا حصہ منحصر تھا کیا تبدیلی واقع کی۔ ضروری ہے کہ اس گذشتہ فلسفہ اور اس کے اثرات کو جو سماجی اعتقاد پر پڑے مختصراً بیان کیا جاوے۔

آج سے قریباً دس سال تک پہلے اس دنیا کی ظاہری بناوٹ کے متعلق سب سائنس دانوں اور فلسفیوں کو اس امر پر اتفاق تھا کہ یہ ساری کائنات مادہ اور خلو سے بنی ہوئی ہے اور کہ مادہ اپنی جگہ نہایت ہی چھوٹے چھوٹے نہ تقسیم ہو سکنے والے ذرات سے مرکب ہے جو کہ ۸۰ قسم کے پائے جاتے ہیں اور عنصر کہلاتے ہیں ہر ایک عنصر اپنی جگہ ایک علیحدہ ہستی ہے جس کے ذرات یا اٹیم ایک خاص شکل اور خاص اوصاف اپنے اندر رکھتے ہیں نیز یہ بھی مانا گیا تھا کہ یہ ذرات ہمیشہ سے اسی شکل میں اپنی صفات کے ساتھ جو انہیں آج پائی جاتی ہیں موجود چلے آتے ہیں یعنے وہ ذرات مادہ جن سے یہ ساری دنیا مرکب ہے غیر فانی اور غیر متبدل ہیں اور ہمیشہ سے اسی طرح موجود ہیں اور ہمیشہ تک اسی طرح موجود رہینگے مذکورہ بالا خیال تھا کہ جو آج سے دس سال پہلے ساری علمی دنیا میں مانا جاتا تھا اور جو کہ ایکسو سال تک فلسفی دنیا میں حکمراں رہا۔ اس خیال کو حقیقت یقین کر کے پنڈت صاحب کو ویدوں کی تعلیم سے بُت پرستی کی جگہ مادہ پرستی کی تعلیم ثابت کرنے کی کوشش کرنی پڑی۔ اور اس کی بناء پر روح کو آواگون کے چکر میں ڈال کر ہندوازم کے اعتقاد تناسخ کو ایک نئے رنگ میں پیش کر کے اس کی تائید شروع کی۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ انسان کے لئے زندگی کا بڑے سے بڑا مُدعا اور بڑے سے بڑا انعام اس دنیاوی زندگی کو ہی مانا جاوے اور مرنے کے بعد انسان ہر ایک قسم کی راحتوں اور نعمتوں سے مایوس ہو جاوے یہ اعتقاد سکھا کر پنڈت صاحب نے ہر ایک انسان کو اس دنیا کی فانی زندگی کے عیش و آرام میں منہمک ہونے کی ترغیب دی اور اس اعلےٰ ترقی سے جو روحانی اور باطنی اصلاح کے ذریعہ انسان کو ملسکتی ہے اور جس میں ابدی نجات کا یہ وارث ٹھہر سکتا ہے اس کو محروم کر دیا۔ جناب پنڈت صاحب نے بتایا کہ مادہ چونکہ غیر فانی ہے۔ اس لئے جتنا مادہ آج موجود ہے اس سے زیادہ مادہ اور بنایا نہیں جا سکتا۔ پس جب خدا کے پاس جسمانیات کی بناوٹ کے لئے ایک خاص مقدار مادہ کی موجود ہوئی۔ جس میں سے ہی کہ بار بار اس نے چیزوں کو بنانا ہے۔ ضروری ہوا کہ روحوں کی تعداد بھی محدود ہی مانی جاوے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ خدا بھی کوئی ایسا ہی تجویز کیا جاوے جو نہ مادہ اور نہ روح کا خالق ہو۔ خدا کو ماننے کی کوئی خاص ضرورت تو نہ تھی جیسے روح اور مادہ خود بخود تھے۔ وہ خود بخود جوڑ توڑ بھی کر سکتے تھے لیکن نظام قدرۃ ایک ارادہ والی ہستی کو ثابت کرتا تھا اور فطرت انسانی بھی خدا کو ماننا چاہتی تھی۔ خدا تو ماننا تھا ایسا خدا مان لیا جو کہ معماروں کی طرح جوڑ توڑ کرنے کا ہی عمل بجا لا سکتا ہو اور خالق نہ ہو چونکہ خدا خالق نہیں اس لئے لازمی ہے کہ وہ کسی قسم کی خود مختاری روحوں اور مادے پر نہ برت سکے اس لئے ضروری ہوا کہ یہ تفرقہ درجات کا جو ہمیں نظر آتا ہے روحوں کی اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہی مانا جاوے اور خدا کی ضرورت صرف ان کے لئے اتنی ہی ہو جیسے ایک معمار یا کوتوال کی تا جوڑ توڑ کرنے کے بعد دنیا کے شہر میں امن قائم کر سکے غرض اس مادے کے غیر فانی ہونے کے مسئلہ نے اس ساری تعلیم پر اثر کیا۔ جو پنڈت صاحب نے آریہ سماج کے لئے چھوڑی ÷

اس ریتلی چٹان پر اتنی بڑی عمارت کی بنیاد رکھتے ہوئے پنڈت صاحب نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر غلط نکلا تو پھر اس کا کیا حشر ہو گا۔ چنانچہ مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین انھوں نے اللہ تعالےٰ کے دین حق کو شکست دینے کا منصوبہ گانٹھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسی منصوبہ کو ان کے دین کے لئے تباہی کا موجب بنا دیا یعنے آج یہ ثابت ہو گیا کہ مادہ فانی ہے اور حادث ہے اور کہ کسی وقت یہ موجود نہ تھا اور پھر ایک وقت آوے گا کہ یہ موجود نہ رہے گا اور اس کا وجود اس کے صانع کی ہستی کا ثبوت ہونے کے سوائے اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

اس گذشتہ فلسفہ کے بیان کرنے کے بعد ہم اب ذیل میں اس تحقیقات کا نتیجہ تحریر کرینگے۔ جو کہ ان گذشتہ چند سالوں میں سائنس دانوں نے کی ہے اور اس حقیقت کو جو مادہ کے متعلق حال کے فلسفیوں اور سائنس دانوں کے خیال میں پایہ یقین تک درست ثابت ہو چکی ہے۔ مفصل طور پر بتائینگے وما توفیقی الا باللہ۔

مصنف کتاب موسومہ ایوولیوشن دی ماسٹر کی اس کتاب کے صفحہ ۳۸ پر ارقام فرماتے ہیں:۔ کہ فلسفیوں اور عقلمندوں کے دنیا میں دو بڑے کام ہوتے ہیں۔

اوّل:۔ دُنیا اور دُنیا کی چیزوں کے حالات میں غور کر کے اُن کی اصل حقیقت اور ماہیت کو معلوم کرنا اور یہ سمجھنا کہ ان کی پیدائش کا اصل مُدعا کیا ہے۔

دوم۔ ان واقعات سے جو ان کے مشاہدہ سے گذریں ایسے ایسے نتائج نکالنے کی کوشش کرنا جو انسان کے لیے عملی رنگ میں مفید ثابت ہوں اور دنیا میں امن اور صلح قائم کرے اس کی ترقی کا موجب ہو سکیں۔

اس تحقیقات میں ہر ایک فلسفی کو کچھ نہ کچھ باتیں اصول موضوعی کے طور پر مان لینی پڑتی ہیں۔ اور عین اسی طرح جس طرح حساب میں فرض کر لیا جاتا ہے کہ نقطہ ایک ایسی چیز ہے جس کی نہ کوئی لمبائی ہو اور نہ چوڑائی اور نہ موٹائی اور اس سے آگے علم حساب کے مشکل سے مشکل مسائل کو حل کیا جاتا ہے اسی طرح .. .. فلاسفر چند امور اصول موضوعی کے رنگ میں مان کر ان پر اپنی تحقیقات کی بنیاد رکھتے ہیں۔

یہ معلوم کرنے کی خواہش کہ یہ دنیا کیوں پیدا کی گئی۔ کس طرح پیدا کی گئی۔ اس کی فلاں چیز کی پیدائش کا کیا مُدعا ہے اس کا کس طرح آغاز ہوتا ہے اور اس کا انجام کیا ہو گا انسان کیوں بنایا گیا۔ اس کا کیا انجام ہو گا۔ یہ مختلف اشیاء کی حقیقت کو معلوم کرنے کی خواہش ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہے۔ جب سے یہ دنیا چلی یہ خواہش انسان کے اندر کام کر رہی اور جب تک دنیا رہے گی یہ کام کرتی رہے گی اس لئے کچھ نہ کچھ روشنی ان اُمور پر ہر زمانہ میں غلط یا درست موجود پائی جاتی رہی ہے۔

اُس علم کو جو اس طرح کسی زمانہ میں موجود ہوتا ہے اُصول موضوعی کے طور پر مان کر ہر ایک اپنے زمانہ میں دنیا و مافیہا کے متعلق تحقیقات شروع کرتا ہے اور ان معلومہ مسائل کو مان کر اپنی تحقیقات کو آگے چلاتا ہے۔

پھر یہی حال مذاہب میں بھی نظر آتا ہے کیونکہ مذہب کی اصل غرض اور مُدعا بھی صرف انسان کی مذکورہ بالا پیاس کو بجھانا ہوتا ہے اور دنیا کی اصل حقیقت کا انسان کے لئے انکشاف کرنا تا ٹھیک اور درست نتائج نکال کر یہ اپنے اعمال کو ایسی ترتیب دے سکے کہ اس کو کبھی نقصان اور تکلیف اپنی غلطیوں کی وجہ سے نہ ہو۔ مذہب کا سرچشمہ چونکہ خداوند تعالےٰ ہوتا ہے جو کہ بسبب ہر ایک چیز کا خالق ہونے کے ان کے خواص اور حقیقت کا پورا علم رکھتا ہے اس لئے جو حقیقت مذہب بتاتا ہے وہی حق ہوتی ہے اور اس لئے وہ عام فلسفوں کی طرح جو آئے دن بدلتے رہتے ہیں بدل نہیں سکتی اور یہی وجہ ہے کہ بغیر الہام الٰہی کے انسان ظلمت اور اندھیروں سے کبھی نکل نہیں سکتا۔

فلسفہ کو اپنا غلام بناؤ

چونکہ وہ علم جو انسانی تحقیقات کا نتیجہ ہوتا ہے وہ بدلتا رہتا ہے اس لئے وہ عملی نتائج جو اس سے نکالے جاویں ضرور ہے کہ وہ بھی آئے دن غلط ہو کر بدلے جائیں اور انسان کو ہر دم اپنی زندگی کی راہ میں گمراہی اور کانٹے در پیش ہوں۔ اور وہ اطمینان کی زندگی نہ بسر کر سکے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ مذہب کا مدعا بھی حقیقت اشیاء کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ اور فلسفہ کا بھی مختلف اشیاء کی حقیقت کا علم حاصل کرنا ہے۔ اس لئے ہر زمانہ میں فلسفہ اور مذہب کا مقابلہ لگا رہتا ہے۔ وہ لوگ جو مذہب سے پورے طور پر واقف نہیں ہوتے یا مذاہب باطلہ کے پیرو ہوتے ہیں یا اُن مذاہب کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ جو محرف مبدل ہو چکا ہے۔ ان کی حقیقت کو معلوم کرنے کی پیاس چونکہ اُن کا اپنا مذہب نہیں بُجھا سکتا وہ اس زمانہ کے فلسفہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اس کے پیرو بن جاتے ہیں اور اپنی کتاب سے اس فلسفہ معلومہ کے مطابق مسئلہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں یعنے مذہب کو اس فلسفہ کا جو آج کچھ ہے اور کل کچھ۔ غلام بنا لیتے ہیں (جیسا کہ پنڈت صاحب نے کیا۔ اور بعض ہمارے تعلیم یافتہ ناواقف مسلمان کرتے ہیں) لیکن وہ جو سچے مذہب کے پیرو ہوتے ہیں اور اپنے مذہب سے ہر ایک سوال کا جو دل میں اُٹھے تسلی بخش جواب پاتے ہیں۔ وہ اس فلسفہ کو اپنا غلام بنا لیتے ہیں اور اس میں سے جو درست ہو اُس کو علیحدہ اور جو غلط ہو اس کو علیحدہ کر کے دنیا کو بتاتے رہتے ہیں۔

تبدیل فلسفہ کے شر سے کیوں کر بچیں!

چوں کہ زمانے کے اثر سے مذہب کو اصل رنگ میں سمجھنے کے لئے بعض اوقات دقت ہوتی ہے اس لئے اس فلسفہ کے مقابلہ

میں ہر سچے مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے اس کے مسائل کو حقیقی رنگ میں سمجھانے کا کچھ انتظام کیا ہوا ہو۔ جس مذہب میں یہ انتظام نہیں وہ کبھی دنیا کی تشفی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ضرور ہے کہ فلسفہ کے ساتھ مقابلہ میں شکست کھاوے اور واضح رہے یہ انتظام صرف اسلام میں ہی ہے کہ اللہ گاہے گاہے اپنے پاک کلام سے دنیا کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتا رہتا ہے۔ تا وہ ظلمتیں دور ہو جاویں۔ جن میں زمانہ کے اثر سے مذہب میں پڑ جاتی ہیں۔ مسٹر سلیبی صاحب چونکہ عیسائی مذہب کے پیرو ہیں۔ جو مذہب کہ اب اصل حقیقت کو نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ اول تو وہ محرف و مبدل ہے۔ دوسرے الہام الٰہی کا دروازہ اس کے پیرواں میں بند پایا جاتا ہے اس لئے وہ لکھتے ہیں کہ ہر مذہب کو انکشاف حقیقت کے لئے ہر زمانہ کے فلسفہ معلومہ سے مدد لینی پڑتی ہے اور ہر زمانہ میں مذہبی لوگوں کو ایک خاص تکلیف اپنے مذہبی مسائل کو اس زمانہ کے فلسفہ کے ساتھ مطابقت دینے میں کرنی پڑتی ہے۔ خواہ وہ عیسائی ہوں یا مسلمان یا اور کوئی۔

(نوٹ) اس جگہ اتنا عرض کر دینا بے جا نہ ہو گا کہ جہاں عیسائیت یا ہندو مذہب کا تعلق ہے۔ یہ فرمان مسٹر سلیبی صاحب کا بالکل درست ہے۔ لیکن اسلام پر اس کا اطلاق کسی صورت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو سب مذاہب میں بھی ایک مذہب ہے جو کہ اسی رنگ میں آج موجود ہے۔ جس طرح جس وقت کہ دنیا میں نازل ہوا۔ موجود تھا۔ یہاں تک کہ وہ مذاہب جو بعد میں آئے مثلاً حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پنتھ وہ بھی اس کلام کو جو بانی کی زبان سے جاری ہوئی محفوظ نہ رکھ سکے۔ لیکن اسلام کو اس خصوصیت کے لئے خاص فخر ہے پھر یہی نہیں۔ کہ بموجب وعدہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ اس دین کی عبادت ہی محفوظ رکھی گئی۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان اثرات کا علم رکھتے ہوئے جو فطرتاً انسان پر اور ان عبارتوں کے معنے سمجھنے پر ہر زمانہ اور زمانہ کے حالات سے کرتے تھے معنوی حفاظت کے لئے اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے جو الہام کے ذریعہ دنیا پر ظاہر کی گئی تھی۔ ہر صدی کے شروع میں مجدد بھیجنے کا وعدہ فرما کر الہام الٰہی کے ذریعہ ہی سمجھانے کی بنیاد رکھی جس کے ذریعہ سے وہ پیاس جو دنیا کو انکشاف حقیقت کی بسبب تبدیلی خیالات اور حالات زمانہ واقعہ ہو جاتی ہے۔ بجھایا جاتا ہے۔ تا کہ جب مذہب اور فلسفہ کا جنگ ہو وہ اصل اس حقیقت کو جو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر ی فرمائی ہے۔ اللہ سے سمجھ کر دنیا پر ظاہر کر دیں۔ یہ مجدد مختلف ازمنہ میں بڑے بڑے بزرگ اسلام گذر چکے ہیں اور ان میں حضرات امام ابو حنیفہ۔ امام حنبل۔ امام مالک علیہم الصلوٰۃ و السلام اور حضرت شاہ عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما علیہ الصلوٰۃ و السلام ہزاروں کی تعداد میں مختلف ملکوں اور زمانوں میں آئے۔ اور اللہ سے خبر پا کر دنیا میں حقیقت کا انکشاف کرتے رہے اور اس زمانہ میں جب کہ فلسفہ نے بہت زور سے مذاہب پر حملہ کیا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مغفور و مرحوم امام زمان و مجدد دوراں مسیح موعود و مہدی مسعود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور آپ نے براہین احمدیہ آئینہ کمالات اسلام۔ ازالۃ اوہام۔ حقیقۃ الوحی۔ تعلیم الاسلام وغیرہ ایسی قوی کتابیں لکھ کر اصل حقیقت کا انکشاف فرمایا۔ اور اصل تعلیم الاسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور جدید فلسفہ کے خیالات کو غلط اور تعلیم قرآنی کو درست ثابت کر دکھایا تا دنیا کی پیاس کو جو حقیقت کے لئے ہے بجھایا جاوے چونکہ وہ مجدد اسلام کو کھول کر بتا دیتے ہیں اس لئے وہ جو ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ اصل حقیقت سے محروم رہتے ہیں اور زمانہ کے فلسفہ کے زد سے کسی وقت بھی محفوظ نہیں ہو سکتے۔)

پھر مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ جیسے اور فلسفی اپنے زمانہ کے معلومہ مسائل کو مان کر آگے تحقیقات شروع کرتے ہیں۔ اسی طرح سپنسر نے بھی کیا۔ جو کہ اپنے زمانہ کا بڑا بھاری فلاسفر مانا گیا ہے۔ اور جس کے پیچھے لگ کر ہمارے بہت سے نوجوان اپنے مذاہب سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ سپنسر نے اپنی کتاب موسومہ فسٹ پرنسپلز میں ایک باب باندھا ہے۔ جسمیں اس نے ثابت کیا ہے۔ کہ مادہ انادی ہے اور غیر فانی ہے اور لازوال ہے۔ مصنف آگے لکھتا ہے کہ سپنسر صاحب کا یہ خیال کہ مادہ غیر فانی ہے۔ گذشتہ چالیس سال کے سخت عقلی جد و جہد کا مقابلہ نہیں کر سکا اور آخر بالکل غلط ثابت ہوا ہے اور دنیا کو یہ ماننا پڑا ہے کہ مادہ فانی ہے اور اس کو بقا نہیں۔

لیکن اس خیال کی نسبت جو تقریباً سو سال تک دنیا میں حکمران رہا ہو۔ بغیر اس کے نشیب و فراز میں غور کرنے کے یہ کہہ کر گذر جانا کہ وہ اب متروک ہو گیا ہے۔ بالکل نامناسب ہے اسلئے ہم ذیل میں اس امر پر بحث کریں گے اور دکھائینگے کہ کس طرح اس خیال کی غلطی کا انکشاف ریڈیم کی دھات کی ایجاد سے ہوا۔

تازہ فلسفہ

آجکل یہ امر یقینی طور پر ثابت ہو گیا ہے اور مشاہدہ اور تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اس تدریجی ترقی کی راہ میں جو ہم اس کائنات کے ہر شعبہ میں دیکھتے ہیں اور جس کی وجہ سے جو دنیا کی حالت آج نظر آتی ہے وہ اس سے ہزار سال پہلے نہ تھی۔ اس ترقی کی راہ میں مادہ صرف ایک منزل ہے۔ جو کہ دنیا کو طے کرنی پڑتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ وہ مادہ جو ہم دیکھتے ہیں موجود نہ تھا۔ اور پھر ایک زمانہ ہو گا کہ وہ موجود نہ ہو گا یعنے مادہ فانی ہے اور اس کو بقاء نہیں۔

ان خیالات کی بناء ریڈیم کی ایجاد نے رکھی۔ اس لئے چند ایک خواص ظاہر کئے جن کو انسان مشاہدہ کر سکتا ہے۔ چوں کہ یہ بھی باقی عناصر مادہ کی طرح ایک عنصر ہے یعنے سونے چاندی۔ تانبا وغیرہ دھاتوں کی طرح یہ بھی ایک دھات ہے۔ اس لئے یہ ماننا پڑا کہ جو حقیقت یہ مادہ کی ثابت کرتی ہے وہ اصل ہے۔

اس لئے مادہ کی حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کے لئے ہم ان کیفیات کو پیش کرینگے۔ جو کہ ہم ریڈیم کی دھات میں مشاہدہ کرتے ہیں تا ہم ساری مادی دنیا کی حقیقت کو خیال میں لا سکیں۔

واضح رہے کہ ریڈیم دھات اگر اس آلہ میں رکھ کر دیکھا جاوے جس کو سپنتھرسکوپ کہتے ہیں۔ تو اس میں ریڈیم سے روشنی کی کرنیں باہر کو اڑتی نظر آئیں گی اور یہ حالت ریڈیم میں رات دن جاری رہتی ہے۔ یہ روشنی کی کرنیں کیا ہیں۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ بجلی کی چنگاریاں ہیں۔ جو کہ متواتر ریڈیم سے پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اور جن کی اسطرح نکلتے رہنے سے ریڈیم کے ایک حصہ کو جو کہ مادہ کا ایک عنصر ہے۔ ہر آن ایک فنا سے گذرنا پڑتا ہے یعنے وہ جو مادہ تھا آہستہ آہستہ بجلی کی چنگاریاں بن جاتا ہے۔ اور فنا ہو کر بجلی کی شکل اختیار کرتا ہوا کسی نامعلوم حالت میں چلا جاتا ہے۔ یعنے فنا ہو جاتا ہے۔

مذکور بالا نظارہ حال میں مادہ اور دو دھاتوں میں بھی نظر آیا ہے جن کو تھوریم اور یورنیم کہتے ہیں۔

یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ مادہ کی اصل حقیقت بھی ہے کہ اس کا ہر ایک عنصر نہایت ہی چھوٹی چھوٹی بجلی کی چنگاریوں سے بنا ہوا ہے جس کا نام سائنس دانوں نے الیکٹران رکھا ہے۔ بالفاظ دیگر ریڈیم۔ تھوریم۔ یورنیم سونا۔ چاندی۔ سکہ۔ تانبا وغیرہ کیا ہیں۔ صرف ان کروڑہا بلکہ پدمہا چھوٹے چھوٹے بجلی کے ذرات کا مجموعہ ہیں جن کو مختلف طرز پر ترتیب دینے سے ہر ایک عنصر پیدا کیا گیا ہے یعنے ان ذرات بجلی کو ایک ترتیب سے باندھنے سے ریڈیم بنائی گئی۔ اور دوسری طرز سے باندھنے سے سونا بنایا گیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ اور کہ ان سب میں سے یہ ذرات بجلی ہر دم علیحدہ ہوتے رہتے ہیں۔ کسی میں سے زیادہ تیزی کے ساتھ اور کسی میں سے کم رفتار کے ساتھ۔ اور اس طرح ہر آن ان کے فناء کا موجب ہوتے رہتے ہیں یعنے یہ ذرات بھی جن سے مادہ مرکب ہے ہر دم منتشر ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ مادہ مادہ نہیں رہتا بلکہ بجلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو کہ مادہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک طاقت ہے۔ پس مادہ کیا ہوا۔ بجلی کے ذرات کا مجموعہ جب تک ان ذرات کا آپس میں رشتہ اور تعلق موجود۔ مادہ موجود۔ جونہی کہ وہ تعلق ٹوٹ گیا۔ مادہ کا فناء ہو گیا اور یہ فنا جیسا کہ ریڈیم کی حالت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہر ہزارویں حصہ سکینڈ میں مادہ پر واقع ہوتا رہتا ہے اور یہ بجلی کے ذرات کروڑہا میل فی سکینڈ کی رفتار سے بھی زیادہ مادہ سے جدا ہو کر کسی نامعلوم حالت کو چلے جاتے ہیں۔ اور مادہ کے فناء کا باعث ٹھہرتے ہیں۔

انتہائی ذرات کیا ہیں؟

اگرچہ ان واقعات سے مادے کا فنا تو ثابت ہو گیا۔ لیکن اس کے انادی ماننے والے اسی جگہ یہ سوال پیش کر سکتے ہیں۔ کہ ہم ان چھوٹے چھوٹے ذرات کو ہی جو باہر کو اڑتے ہیں۔ اور جن سے آج یہ سارا مادہ مرکب مانا جاتا ہے بجائے گذشتہ زمانے کے ایٹم کے لاتبدیل خیال کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح مادہ پھر بھی غیر فانی ہی ٹھہرتا ہے۔ اور

اور اصل حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر مزید تحقیقات کچھ اور نہ ثابت کر دیتی۔ تو صرف مذکورہ بالا واقعات کی بناء پر مادے کے فانی ہونے کا مسئلہ پورے طور پر غلط نہ ٹھہرتا۔ لیکن موجودہ تجربے نے کھلے کھلے طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ الیکٹران یا بجلی کے ذرات جو انتہائی حصہ مادے کا یقین کئے جاتے ہیں۔ مادے کی تعریف میں نہیں آسکتے اور وہ مادہ نہیں ہیں بلکہ طاقت ہیں۔

پس موجودہ تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ یہ ساری کائنات مادی جس سے یہ سورج۔ زمین۔ چاند۔ سیارے۔ معدنیات نباتات۔ حیوانات اور انسان بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ حقیقت میں سوائے بجلی کی مختلف صورتوں کے اور کچھ نہیں یعنے یہ سارے کا سارا نظارہ ایک برقی منظر ہے جس کے ذرات کو مختلف طور پر ترکیب دینے سے مختلف شکلیں پیدا ہوتی ہیں۔ کہیں وہ سونا ہے کہیں انسان۔ جیسے ہم سب یہاں موجود نظر آتے ہیں۔ یعنے ہم سارے کا سارا گروہ جو یہاں موجود ہیں۔ اور یہ ساری کائنات جس میں ہم موجود نظر آتے ہیں۔ کیا ہیں ذرات بجلی کا ایک مجموعہ جن کا اجتماع ہمارے بقاء کا موجب ہوتا ہے۔ اور جن کا انتشار ہمارے فناء کا۔

اور اب جب مادہ کی ایک صورت مان لیا گیا۔ تو پھر ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اچھا مادہ کا فنا تو مان لیا۔ لیکن اس بجلی کو تو بقا ہے جس سے یہ مادہ بنا۔ اس اعتراض کا جواب اصل تو یہی ہے کہ مادہ اور بجلی دو مختلف مانی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب وہ مادہ نہ رہا۔ پھر خواہ وہ کچھ ہے اس کو تو فناء ہو گیا۔ وہ موجودہ شکل میں جس میں روحوں کا اوخال اس میں مانا جاتا ہے۔ تو موجود نہ رہا۔ اور اس کا انادی ہونا غلط ثابت ہو گیا۔ وہ تو اس قابل نہ رہا کہ اس صورت اور ہیئت میں اسے انادی مان لیا جاوے۔ انادی ہونا تو کجا وہ رہ سہا میں بھی ایک فناء سے گزرتا ہے۔

دوسرا جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ان بجلی کے ذرات کو بھی آخر بقا نہیں کیونکہ مشاہدہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے مرکز سے جدا ہو کر کسی نامعلوم حالت کو جاتے ہیں۔ جہاں جا کر وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان پر بھی اس طرح فنا طاری ہو جاتی ہے۔

اس امر کو سمجھنے کے لئے کہ وہ نامعلوم حالت کیا ہے اور کس طرح وہاں ان کو فنا ہوتی ہے ضروری ہے کہ ہم سرسری طور پر ان قوانین کو سمجھ لیں جو بجلی میں کام کرتے ہیں کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان اور ثابت کیا گیا ہے وہ ذرات جن سے مادہ بنتا ہے بجلی کے ذرات ہیں۔

سو واضح رہے کہ اگر ہم ایک ریشمی رومال اور ایک شیشے کا رول لیں اور اس میں ملاحظہ کریں۔ تو وہاں ہم کو کوئی بجلی نظر نہیں آتی۔ لیکن اگر ان ہر دو کو آپس میں زور سے رگڑیں اور پھر ملاحظہ کریں۔ تو ہر دو پر ہم کو بجلی معلوم ہوتی ہے یعنے وہ طاقت جو ان کو آپس میں رگڑنے سے خرچ ہوئی بجلی بن جاتی ہے۔ اور پھر وہ بجلی گلاس پر ایک قسم کی ہوتی ہے۔ اور ریشمی رومال پر دوسری قسم کی۔ ایک قسم کی بجلی کو مثبت اور دوسری قسم کو منفی کہا جاتا ہے۔ تجربہ نے یہ بتایا ہے۔ کہ مثبت قسم کی بجلی کے ذرات ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور منفی قسم کے ذرات منفی قسم کی بجلی کے ذرات علیحدہ رہنے کی لیکن یہ ہر دو مخالف قسم کی بجلیوں کے ذرات آپس میں ہمیشہ ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور جب کبھی مثبت قسم کے بجلی کے ذرات منفی قسم کی بجلی کے ذرات سے ملتے ہیں تو پھر وہ بجلی نہیں رہتے۔ بلکہ وہ طاقت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جو کہ ان کی پیدائش کی وجہ ہوئی تھی۔

اس قانون کے سمجھنے کے بعد واضح ہووے۔ کہ یہی حالت ان بجلی کے ذرات کی ہے جن سے مادہ مرکب ہے۔ بعض ذرات مادہ کو اگر منفی جسم کے مانا جاوے اور بعض کو مثبت کے۔ تو یہ جانتے ہوئے کہ ریڈیم ایک ہی قسم کے ذرات بجلی سے بنی ہوئی ہوتی چاہیئے۔ یہ سمجھنا کہ کیوں اس کے ذرات ہمیشہ باہر کو اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں کوئی مشکل امر نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ ذرات ایک ہی قسم کے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہمعصروں سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرتے رہیں۔ اور چونکہ مخالف قسم کے ذرات بجلی ہر دم ان کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں اس لئے یہی ضروری ہے کہ وہ باہر کو اڑتے ہوئے نظر آویں۔

اور یہ جو پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے مرکز سے علیحدہ ہو کر کوئی نامعلوم حالت اختیار کر لیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ جب وہ اپنے ہمعصروں یا اپنی قسم کے ذرات بجلی سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ تو پھر مخالف قسم کے ذرات بجلی سے [illegible] ملتے ہیں اور خود بھی فنا ہو جاتے ہیں اور اپنے مخالف قسم کے ذرات بجلی کو بھی فنا کر دیتے ہیں یعنے دونوں بجلی نہیں رہتے اور فنا ہو جاتے ہیں اور ایک اور نامعلوم چیز میں جاتے ہیں جو نہ مادہ ہوتی ہے اور نہ بجلی بلکہ ایک نئی چیز۔ وہ نامعلوم چیز وہ طاقت ہے۔ جو ان کی پیدائش کا موجب ہوئی تھی۔

پس اس تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ مادہ کو ہر دم فنا ہے اور کہ مادہ کے فناء کا نتیجہ بجلی ہوتا ہے۔ اور پھر بجلی کو بھی بقا نہیں بلکہ وہ بھی فناء ہو جاتی ہے۔

پس مادہ کیا ہے عارضی رشتہ ہے ذرات بجلی کا۔ جو کہ ارادہ الٰہیہ کے ماتحت اسی دست قدرت کی طاقتوں کے ذریعہ پیدا کیا جاتا ہے۔ جوں ہی کہ وہ رشتے ذرات بجلی کے قطع ہو جاتے ہیں۔ مادہ کا فنا ہو جاتا ہے۔ غرض جہاں تک مادہ کا تعلق تھا اس کا فنا ثابت ہو گیا۔

فلسفہ جدیدہ کے مذکورہ بالا فیصلہ کے بعد اس امر کا تصفیہ کہ اس سے آریہ سماجی معتقدات پر کیا اثر ہو گا۔ ہم اپنے منصف مزاج آریہ بھائیوں کے انصاف پر چھوڑتے ہیں۔ مختصراً مشتے نمونہ از خروارے ہم ذیل میں ذکر کرکے اپنے مضمون کو ختم کرینگے۔

تازہ تحقیقات کا اثر آریہ مت پر

مادے کو انادی مان کر ہمارے آریہ بھائیوں کو ماننا پڑتا تھا کہ مادہ اپنی ذات سے آپ قائم ہے۔ اس کو اپنی پیدائش اور بعد پیدائش قیام کے لئے کسی بیرونی مدد کی ضرورت نہیں اور اس لئے خدا جو ہے وہ مادے کا نہ خالق ہے نہ قیام کا موجب۔ مادے کے فانی ثابت ہونے سے یہ ماننا پڑا کہ یہ حادث ہے۔ اور بعد پیدائش کے خود بخود قائم نہیں رہ سکتا اس لئے اس کی پیدائش اور قیام کے لئے کسی بیرونی طاقت کی مدد کی ضرورت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا خالق ہے اور مادہ مخلوق۔

دوم۔ مادے کو انادی مان کر یہ ماننا پڑتا تھا کہ انادی ہونے اور حی و قیوم ہونے کی صفات میں مادہ خدا کا شریک ہے۔ مادے کے فانی ثابت ہونے سے یہ کھل گیا۔ کہ خدا ہمیشگی کی صفت میں اکیلا ہے اور وحدہ لاشریک ہے اور لا الہ الا اللہ ہو الحی القیوم سوائے اللہ کے اور کوئی چیز حیّ (یعنے ہمیشہ زندہ) اور قیوم (اپنی ذات سے آپ قائم اور دوسروں کے قیام کا موجب) نہیں ہے۔

سوم۔ جدید فلسفہ نے ثابت کیا کہ مادہ مخلوق ہے اس لئے خداوند تعالےٰ اس کا ہر طرح مالک ہے۔ اور بحیثیت مالک جو کچھ وہ کسی چیز کو بناوے بنا سکتا ہے اور جو کچھ بخشے بخش سکتا ہے۔ اس لئے اس تفرقہ درجات کو پیدا کرنے کے لئے اُس کو تناسخ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو کچھ وہ کسی چیز کو بنا دیتا ہے۔ اس کا فضل اور رحمت ہی ہے۔ اور نیست کی حالت کے مقابل جیسی سے کہ وہ ہست کی گئی ہے۔ بہر حالت بہتر ہی ہے۔ اس کا ارادہ اور علم ایسا کرنے کے ایک کافی دلیل ہے۔

چہارم۔ جدید فلسفہ بتاتا ہے کہ مادہ کا فناء اور خلق ہر دم ہوتا رہتا ہے۔ اور دنیا [illegible] کے ہر آن ایک نئی اور اعلےٰ صورت اختیار کرتی رہتی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا ہم سب کا خالق ہے۔ صرف خلق کر کے ہی ہم کو نہیں چھوڑ دیتا بلکہ ہر دم ہماری پرورش اور ترقی کے سامان بھی کرتا رہتا ہے۔ ایسی ذات کو عربی میں ربّ کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ خدا صرف خالق ہی نہیں ہے بلکہ ربّ بھی ہے۔

پنجم۔ مادہ جب فانی ہے۔ اور ایک وقت ہو گا۔ کہ وہ مادہ نہ رہے گا۔ تو پھر رُوحیں بندر۔ سُوّر اور کتّے کس طرح بنائے جا سکیں پس مسئلہ تناسخ غلط ثابت ہوا اور یہ ماننا پڑا کہ اگر رُوحوں کو کسی وقت تک بقا ہے تو ضرور ہے کہ ان کے لئے جزا سزا کا طریق کسی اور رنگ میں ہو نہ کہ جیسا تناسخ سکھاتا ہے۔

ششم۔ یہ امر کہ دنیا کی ہر ایک چیز اعلےٰ سے اعلےٰ حالت کی طرف ہر دم ترقی کر رہی ہے ثابت کرتا ہے کہ کوئی چیز ادنےٰ حالت کی طرف عود نہیں کر سکتی۔ اس لئے بھی مسئلہ تناسخ غلط ثابت ہوتا ہے۔

پس جب آریہ سماج کا پیش کردہ خدا غلط نکلا۔ مادے کا غیر فانی اور انادی ہونا غلط ثابت ہوا۔ اور وہ اواگون کا چکر جس میں رُوحیں ڈالی جا سکتی ہیں وہ بے حقیقت اور خدا ماننا پڑا۔ اور یہی تینوں اعتقاد ہیں۔ بنیاد آریہ سماج کے۔ تو اب ہم عقلمند منصف مزاج طالب حق آریہ بھائیوں کے

انصاف پر چھوڑتے ہیں۔ کہ وہ خود ہی فیصلہ دیں کہ پھر آریہ سماج کا رہ کیا گیا۔

دوسرا مطالبہ جو اب ہم آریہ سماج سے کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ان کا بڑا دعوےٰ ہے کہ ان کے ویدوں میں سب علوم بھرے پڑے ہیں۔ لیکن باقی سب مذاہب ان سے خالی ہیں۔ اب نہایت ادب سے التماس ہے۔ کہ یا تو وہ اپنے اس دعوے کو واپس لے لیں۔ ورنہ یہ علوم جو اس طرح آج ان کے مذہب کی بنیاد کو کھوکھلا کر رہے ہیں انکو غلط ثابت کر کے دکھا دیں۔ اور ان کی تردید ویدوں کی شرتیوں سے ہی کریں۔ زمانہ دلائل کا ہے۔ اب مذہبی تعصبات انسان کی آنکھوں پر پٹی نہیں باندھ سکتے دلائل پیش کریں۔ ہم سب ماننے کو طیار ہیں۔

تیسرے عرض جو ہم آریہ احباب سے کرنا چاہتے ہیں اور جس کو پیش کرنے کی جرأت ہمیں اُن کے اس توحید کی محبت نے دلائی ہے۔ جس کی وجہ سے انھوں نے بہت سی بُت شکنی ہندوستان میں کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآنکریم میں غیر اقوام کو اپنے ساتھ شامل کرتے اور ملک میں امن اور آرام قائم کرنے کے لئے ایک تجویز پیش کی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ [illegible] بیننا و بینکم۔ کہ اچھا اختلافات کو علیحدہ [illegible] دو۔ او ایک بات کی وجہ سے جو ہم میں اور تم میں دونوں میں موجود ہے ہم آپس میں مل کر کام کریں۔ اور وہ امر یہ ہے کہ خدا کو تم بھی ایک مانتے ہو۔ اور ہم بھی ایک ہی مانتے ہیں جو جھگڑا صفات باری تعالےٰ کا تھا اس کا جدید فلسفہ نے فیصلہ کر دیا۔ ہمارا مدعا بھی دنیا میں توحید قائم کرنا باقی اختلافات کو ایک طرف رکھ کر آؤ اس بات کے وعظ کرنے میں تو آپس میں مل کر کام کریں۔ اور اس کے لئے ہمارے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آخری پیغام صلح میں کام کرنے کے اصول بتائے ہوئے ہیں۔ آؤ ان پر کاربند ہو کر دنیا سے بُت پرستی کو اُڑانے کی کوشش کریں تا خدا ہمیں کامیاب کرے۔

اسلام

بالآخر دنیا کے لوگوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلام نے کبھی کسی دنیوی فلسفہ پر اعتبار نہیں کیا۔ اور میں تو سمجھتا ہوں کہ ہر ایک ذی عقل انسان کو ایسا ماننا پڑے گا کہ اسی نتیجہ پر آنا سب کے لئے ضروری ہے، کیونکہ ایک وقت تھا کہ یہ فلسفہ سکھاتا تھا کہ ساری دنیا چار عناصر سے بنی ہوئی ہے۔ پھر [illegible] تھا کہ [illegible] عناصر

اور اب بتاتا ہے۔ کہ بجلی ہی بجلی کا ایک نظارہ ہے اب اس پر اگر کوئی تعلیم یافتہ اعتبار کر کے اپنے مذہب کو چھوڑتا ہے۔ تو اس سے زیادہ ناعاقبت اندیش اور کون ہو سکتا ہے۔ غرض اسلام نے کبھی اس پر اعتبار نہیں کیا۔ آج سے تیرہ سو سال پہلے اللہ تعالےٰ نے الہام کے ذریعہ ساری روحانی اور باطنی حقیقتوں کا انکشاف فرمایا۔ اور اپنے پیارے حبیب فداہ ابی و امی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے دنیا کو وہ کتاب دی جس کا سب سے پہلا دعوےٰ یہ ہے کہ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ۔ کہ اس کتاب میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جو ذرا بھی حقیقت سے دُور ہو اور اسلئے اس میں شک کی گنجائش ہو سکے۔ اور اس پاک کتاب میں وہ وہ حقائق بتائے کہ باوجود اس لاف و گزاف ترقی کے اس زمانہ کے فلسفیوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتے۔ اور پھر اُن حقائق کو ہر زمانے میں سمجھانے کے لئے مجددوں کا سلسلہ رکھ کر بعد ہر سو سال کے انکو ازسرِ نو سمجھانے کی بنیاد رکھی تا انسان کو فلسفہ کی محتاجی نہ رہے اور اس کی وجہ سے جو دُکھ اس کو پہنچ سکتے ہیں اُن سے وہ بچ جاوے۔ پس [illegible] [illegible] کھو یا ان مادہ پرست منکر انسانوں کی خوش قسمتی اس پاک ذات کے خاص ارادہ کے ماتحت یہ جدید فلسفہ بھی آج بہت حد تک اس تعلیم قرآنی کی غلامی کو اپنا فخر سمجھ رہا ہے۔ اور اس کی تائید میں کھڑا ہے۔ جس پر کہ ہمارے آریہ بھائی اور ان کی پرتھی ندی سبھاؤں کے بڑے بڑے علامہ اور پنڈت ہنسی۔ مذاق کیا کرتے تھے۔ اور نوجوان تعلیم یافتہ فلسفہ کے شراب کے نشہ میں سرشار اور لاپرواہی سے جس کے پاس سے گذر جایا کرتے تھے۔ ذیل میں ہم چند اُن مسائل اسلامی کا ذکر کرینگے۔ جن کی تائید اب بعد اتنی مخالفتوں کے آخر فلسفہ جدیدہ کو کرنی پڑی ہے اور پھر اس مضمون کو ختم کرینگے۔

اس سوال کے جواب میں کہ یہ دنیا کس طرح پیدا ہوئی فلسفہ جدیدہ سکھاتا ہے کہ دنیا میں ایک لاانتہا طاقت ہے جو ابدی ہے۔ وہ طاقت خود بخود بغیر مدد مادہ وغیرہ بجلی کو پیدا کرتی ہے۔ اور پھر اس کو مادہ کی شکل دیتی ہے۔ اور اس طرح یہ دنیا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں خلق ہوتی ہے۔

قرآن شریف اس سوال کے جواب میں فرماتا ہے:۔

کذٰلک اللّٰہ یخلق ما یشاء اذا قضیٰ امراً فانما

یقول لہ کن فیکون۔ اِسی طرح اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے بغیر اسباب کے پیدا کر دیتا ہے اور نیست سے ہست کر دیتا ہے۔ اس دنیا و مافیہا کی پیدائش کے لئے اس ذات باری تعالےٰ کا ارادہ کرنا۔ اور پھر اس کو حکم کرنا کہ ہو کافی ہے کسی مادہ یا رُوح کی مدد کی اس کو ضرورت نہیں ہوتی جب وہ لاانتہا طاقتوں والی ہستی ارادہ کسی چیز کو پیدا کرنے کا کرتی ہے تو کہدیتی ہے کہ ہو۔ پس وہ ہو جاتی ہے اسی طرح یہ دنیا پیدا کی گئی۔ یعنے اس دنیا کی پیدائش کی کیا حقیقت ہے۔ اول ارادہ الٰہی۔ دوم حکم الٰہی۔ یہ دونوں باتیں ہمیشہ سے خلق کا موجب ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اور تیسری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔

پھر اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ لا الٰہ الا ھو خالق کل شیءٍ۔ یعنے اللہ جو ذات مجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ہر ایک کمزوری سے منزہ ہے۔ وہی معبود ہو سکتا ہے۔ سوائے اس کے اور کسی چیز کا احسان دنیا و مافیہا پر نہیں۔ کیوں اور چیز سوائے اسکے قابل پرستش نہیں۔ اس لئے کہ وہی صرف ان سب دنیا کی چیزوں کا خالق ہے۔ خواہ بجلی بنا کر یا کسی اور طرح وہی مادہ کا وہی رُوحوں کا وہی خلاکا۔ غرض ہر چیز کا خالق ہے پس جب سب چیزوں کا خالق وہ ہوا تو ثابت ہوا کہ اس دنیا کو نیست سے ہست کیا گیا۔

پھر فرمایا:۔ کہ اے مؤمن ان دنیا کی حقیقت میں چہ میگوئیاں کرنے والے کو کہہ۔ قل ھو اللّٰہ احد۔ اللّٰہ الصمد کہہ دے آپ کو کہ یہ مادہ رُوح وغیرہ ہیچ اور فانی ہیں اسی کی ذات اصل زندہ اور قائم ہے۔ اور وحدہ لا شریک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس کو خلق کرنے میں نہ رُوح کی اور نہ مادہ کی احتیاج ہے۔ مادہ کو رُوح کی اور رُوح کو مادے کی احتیاج ثابت کرتی ہے۔ کہ یہ خود خدا نہیں ہو سکتے۔ خدا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہی ہے۔ جو اس احتیاجوں سے پاک ہو۔

پھر فرمایا:۔

اللّٰہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ۔ ثم الیہ ترجعون

کہ اللہ نے ہی اوّل بار اپنی خلق کو نیست سے ہست کیا اور وہی بار بار ایسا کرتا رہتا ہے اور کہ ان سب کا انجام یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے فنا ہو جانا ہے اور اللہ کیطرف لوٹ جاتا ہے یعنے اپنی ذات کو جو ہمیں نظر آتی ہے چھوڑ کر اس میں فنا ہو جاتا ہے۔ پھر اس سوال کے جواب میں

کہ آیندہ اس دنیا کا کیا انجام ہوگا۔ فلسفہ جدیدہ بتاتا ہے۔ کہ سب چیز کو فنا ہو جانا ہے۔ اور ایک ہی طاقت باقی رہ جاتی ہے اس خیال میں بھی یہ اسلام کی اس تعلیم کی تائید کرتا ہے۔ جو ان آیات میں سکھائی گئی ہے۔ کُلّ من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز جو ہمیں نظر آتی ہے۔ خواہ مادہ ہے خواہ رُوح ہے۔ سب فانی ہے اور سب نے آخر فنا ہو جانا ہے اور صرف ایک ہی ذات غیر فانی ہے اور باقی ہے اور وہ وہ ذات ہے۔ جو ہم سب کی اور دنیا و مافیہا کی رب ہے۔ یعنے پیدا کرنے اور پرورش کرنے والی ہے وہ ہر ایک چیز کو ہستی بخشتی ہے اور اس کے ادنےٰ سے اعلیٰ لگاتار ترقیات کے سلسلہ میں سے گذار کر کسی بلند مرتبہ تک جو کہ اس نے اس کے لئے مقرر فرمایا ہوا ہے پہنچاتی ہے وہ اعلےٰ مرتبہ جو کہ ہمارے خیال میں نہیں آسکتا اور جو اس ذات پاک نے اپنی الوہیت کے ماتحت ہر ایک چیز کے لئے رکھا ہوا ہوتا ہے۔ جس سے زیادہ وہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اسکی تقدیر کہلاتا ہے (بالفاظ دیگر تقدیر کیا ہے ہر ایک چیز کے لئے اس کی انتہائی درجہ جو خدا نے اس کے لئے تجویز کیا ہوا ہے) پھر دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہو الاول و الآخر۔ کہ وہی پہلے تھا اور وہی بعد میں ہے گا اور وہ رب ہے۔

غرض اس لاثم کی جو ایک اُمّتی انؐ پڑھ یتیم نے جاہلیت کے زمانہ میں سکھائی تھی اور جس کا سر چشمہ کہ وہ ذات باری تعالےٰ کو بتاتا تھا یہ فلسفہ جدیدہ تائید میں کھڑا ہو گیا ہے اور ان تعلیم یافتہ احباب کو آج شرمندہ کر رہا ہے۔ جو اِس فلسفہ کے اعتبار پر اس میں غلطیاں نکالا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ معاذ اللہ یہ سوائے عرب کے جاہلوں کے اور کسی کے لئے قابل پیروی نہیں ہے۔

غرض یہ وہ تعلیم ہے جو کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام نے دنیا کو سکھلائی تھی اور جس پر کہ ہمارے آریہ بھائی ہنسی اور مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ اور اس کو خلاف عقل بیان کیا کرتے تھے لیکن آج جس کی تائید میں نہ صرف عقل بلکہ ساری عقلوں کا نچوڑ یعنے فلسفہ جدیدہ میں کھڑا ہو گیا ہے وہی فلسفہ جدیدہ جو ہمارے آریہ بھائیوں کے خیالات کے لئے سم قاتل کا اثر رکھتا ہے۔ امید ہے ہمارے منصف مزاج جنھوں نے فلسفہ کو ہی کسی مذہب کی صداقت کے لئے کسوٹی خیال کیا ہوا تھا۔ اب جدید فلسفہ کی کسوٹی پر اپنے مذہب کو پرکھ کر کھرے اور کھوٹے میں شناخت کرینگے۔ اور تعصب کو چھوڑ کر انصاف کو کام لائیں گے اور حق اور باطل میں تمیز کریں گے اور اللہ تعالےٰ سے جزا پائیں گے۔ وما علے الرسول الا البلاغ۔

آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اور ہمارے ہندو اور عیسائی بھائیوں کو اس پاک ہدایت کی طرف جو قرآن مجید میں تعلیم کی گئی ہے۔ رہنمائی فرماوے اور اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرماوے۔ آمین

۱۷- جون سنہ ۱۹۱۲ء

ہے گلستاں تو وہی پر کیوں گلوں میں بُو نہیں
میں گلوں کو کیا کروں جب وہ مرا گلرُو نہیں
لے گئی اُڑ کونسی شمع نبوّت کی بجھے
ضعف پیری۔ شدّتِ گرما نہیں یا لُو نہیں
فاختہ سرباختہ کوش بنہایت مضمحل
کس نشیمن سے صدا آتی مجھے کو کو نہیں
کیوں نہ ہو زخمی دلِ دارفتۂ حُسنِ بتاں
تیر سے مژگان نہیں۔ مثل کماں ابرو نہیں؟
قمریاں۔ خمرے تو ہیں لیکن یہ کیا؟ گلزار میں
نغمۂ مستانۂ حق سرّہٗ۔ یا ہو نہیں
حق نے دکھلائے نشاں حق ہو گیا ثابت مگر
بدگمانی کی کسی نے سچ کہا دارو نہیں
کیوں فراقِ یار سے کہتے ہیں فارغ ہم کو لوگ
دل میں سُوز و درد ہے لب پر مگر ہا ہُو نہیں
مثل پروانہ سبھی گرتے ہیں شمعِ حسُن پر
دور پر کوئی سوالِ مسلم و ہندو نہیں
ہے سبھی کچھ کوثر و تسنیم جنّات النعیم
پر وہاں کیا ہے جہاں جانِ جہاں اک تو نہیں

(اکمل)

سبحان اللہ کیا پاک لوگ تھے!

جناب ابو عبیدہ رضؓ عامر بن جراح عامل شام نے حضرت عمرؓ فاروق کو خط لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے انطاکیہ کو مسلمانوں کے لئے مفتوح کیا اور میں نے انطاکیہ میں اس لئے اقامت نہیں کی کہ اس کی خوش کن و خوشگوار ہوا ہمیں اعلاء کلمۃ اللہ سے سست نہ کر دے۔ اور ایسا نہ ہو کہ لشکریوں پر دنیا کی محبت غالب نہ ہو جاوے۔ اور پھر وہ خدا تعالےٰ کی عبادت اور اطاعت میں سُست ہو جاویں۔

یہ خط زید بن وہب لے گیا۔ اور وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ مدینہ منورہ میں پہنچا حضرت عمر اس وقت بیت اللہ کو جا رہے تھے۔ بایں طور کہ پیچھے پیچھے سواری کا اونٹ ہے آگے آگے آپ ہیں اور دائیں بائیں حضرت علی اور حضرت عباس ہیں۔ زید نے بڑھ کر سلام علیکم کہا اور مبارکباد دی آپ سنتے ہی سجدہ میں گر گئے۔ جب سر اٹھایا۔ تو چہرہ و ریش مُبارک خاک سے آلودہ تھے اور آپ پڑھ رہے تھے۔ الحمد للہ۔ پھر خط پڑھ کر آپکے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا۔ خوشی کے موقعہ پر رونا کیسا ہے فرمایا۔ ابو عبیدہ مسلمانوں کے نفوس پر سختی کی۔ اس کے بعد وہیں زمین پر بیٹھ کر خط کا جواب لکھا۔ اور زید کے حوالہ کیا وہ لے کر اسی وقت چل پڑے۔ بعد ازاں آپ نے اُسے واپس بُلایا اور فرمایا کہ ٹھہرو۔ غلام کو حکم دیا۔ میرا توشہ لاؤ اس نے دو تھیلیاں لا کر حاضر کیں آپ نے ایک تھیلی سے چار سیر کھجوریں اور ایک سے چار سیر ستو نکالے اس کے آگے رکھے اور کہا کہ یہ عمر کیطرف سے تمہاری دعوت ہے اور مجھے معذور سمجھئے کہ میرے مقدور و امکان میں یہی کچھ تھا۔ زید فرط جوش سے آبدیدہ ہو گیا اور نہایت شکر و امتنان کے ساتھ چلدیا۔

اس تاریخی واقعہ نے میرے دل پر بڑا گہرا اثر کیا۔ اول تو یہ دیکھئے کہ ان لوگوں نے اپنے فرض کو کیا خوب شناخت کیا تھا وہ جانتے تھے کہ ہماری کامیابی کا راز خشن پوشی اور جفاکشی میں مضمر ہے۔ اور آرام طلبی سے ہمارے وجود بے پرواہ ہیں۔ دوم ہر فتح و ظفر کو وہ خدا کا فضل جانتے۔ اور کبھی اپنے کام پر نازاں نہ ہوتے جیسا کہ خط سے ظاہر ہے سوم بے نفس و بے غرض تھے۔ ایک شخص اتنی منزلیں طے کر کے آتا ہے بغیر دم لینے کے فوراً واپس جانے کو چل کھڑا اُسے یہ بھی شکایت نہ ہوئی کہ مجھے کسی نے کھانا نہیں پوچھا چہارم حضرت خلیفہ کی سادہ زندگی۔ اس شہنشاہ عرب و عجم کا زاد راہ ملاحظہ ہو اور پھر زمین پر بیٹھ کر خط لکھوانا۔ اب تو صیغہ کا کلرک بھی اپنی ایک پوزیشن رکھتا ہے اور رستہ میں بیٹھ کر دستخط کر دینا اپنی ہتک خیال کرتا ہے پھر خدا کے حضور کیسے اداب کہ فتح کی خبر سُنتے ہی بجائے ہاہا کرنے اور تالیاں پیٹنے کے سجدہ میں گر پڑے۔ ہمدرد و مہربان کیسے کہ بھائیوں کی

اصلی ممیرہ اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرہ اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثناء میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے یہ سرمہ حضرۃ خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب مدظلہٗ کا بتلایا ہوا ہے۔ آپنے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ بہت سے امراض چشم ایار مفید است یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال۔ بل۔ سرخی اور ابتدائی موتیا بند کے لئے مفید ہے۔ قیمت سرمہ اعلیٰ فی تولہ للعہ۔ قسم دوم عہ قسم سوم للعہ۔ اصلی ممیرا جس کی اصلی قیمت سلعہ روپیہ فی تولہ ہے فی الحال دو ماہ کے لئے اسکی رعایتی قیمت للعہ فی تولہ کر دی ہے بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

ترکیب استعمال۔ ممیرہ پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک کر آنکھوں میں ڈالا جاوے۔

... سرمہ ... جن کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ تو ان کے لئے بہت مجرب و مفید۔ احمد نور

... ...

محیط اعظم۔ سے نقل کیا گیا جسکی عبارت یہ ہے

مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم وریاح دافع بواسیر وجذام واستسقاء وزردی رنگ وتنگی نفس ودق شیخوخیت وفساد وبلغم وقاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ ومثانہ وسلسل البول وسیلان منی ویبوست ودرد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ قیمت فی تولہ عہ

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں شہدی اور پشاوری بادامی سیاہ اور سفید ریشمی ریشمی اور سوتی۔ تُری صافے سفید اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۔

المشتہر

احمد نور - کابلی مہاجر - سوداگر قادیان ضلع گورداسپور

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور ...

اصلی عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آ ... کا آنا بھی ممکن ... کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کا اصلی عرق ... یہ دوا چھبیس برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے ... دست پیٹ کا درد اور متلی کے لئے ایک ... ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو۔ قیمت فی شیشی ... ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ ر

عرق پودینہ

یہ ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق طیار کیا گیا ہے اس کا رنگ بھی پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازہ پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح ولایت کے نامی دوافروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ پھولنا پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اشتہاء کا کم ہونا۔ ریاح کی سب علامتیں دور ہو جاتی ہیں قیمت ۸ر محصول ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن تارا چند اسٹریٹ نمبر ۵ و ۶ - کلکتہ

کتاب چشمہ زندگی پر اہل ملک کی متفقہ آواز ۳/۱

جناب خلیفۃ المسیح حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب

تحریر فرماتے ہیں۔ جناب کی تصنیف چشمہ زندگی کو میں نے دلچسپی سے پڑھا۔ فزیکل کالج میں کے بعد یہی دوسری کتاب ہے جو مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے۔ مہتہ سیتا رام دت۔ کویرخن صدر بازار۔ راولپنڈی کی محنت بہت ہی قابل قدر ہے مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اگر ملک اس رسالہ کی قدر کرے مفصل دیکھو بدر۔ ۷ مارچ ۱۲ء۔ خاں بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشنر سردار خاں بابا خانصاحب پشاور چشمہ زندگی واقعی چشمہ زندگی ہے پبلک کے واسطے ایک عجیب و غریب نعمت ہے جس کی قدر بہت ضروری ہے۔

مشہور علامہ جناب مولوی مہر علی شاہ صاحب گولڑہ

سے رقم فرماتے ہیں۔ آپ کی کتاب چشمہ زندگی واقعی اسم بامسمیٰ رفاہ خلق کیلئے یہ ہدایات نہایت ہی ضروری اور مفید تھے۔ جن کی اشاعت کی توفیق حکیم مطلق نے آپکو عطا فرما کر نعم الرفیق وحبذا الشفیق کہلانے کا استحقاق بخشا۔ حمد بے حد اور ثنا بے عد اسی وحدہ لاشریک کے شایاں ہے جس نے منفعت عامہ کے لئے اپنی مخلوق میں سے ایک شخص کو ناصح خلق و خیر خواہ قرار دیا۔ خوش نصیب ہوگا وہ جس نے حفظ ماتقدم یا تدارک مافات کا حصہ ان نایاب و قابل دید ہدایات سے حصہ لیا ۔"

نوٹ۔ عدم گنجائش مانع طوالت ہے۔

ہندوستان کی ایک غیر معمولی طبی شخصیت

حاذق الملک بہادر حکیم اجمل خاں صاحب رئیس اعظم۔ میں نے چشمہ زندگی کو جستہ جستہ دیکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتاب مفید ہوگی۔ لائق مولف نے اس کے جمع کرنے میں خاص طور پر محنت کی ہے آریہ سماج میں ایک خاص شخصیت رکھنے والے لالہ ہنس راج بی۔ اے۔ سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور فی الواقعہ آپ کی کتاب میں بہت سی مفید باتیں ہیں۔

آنریبل خاں بہادر سیٹھ ماموں جی مجسٹریٹ راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں کہ اردو علم طب میں کتاب چشمہ زندگی قابل قدر اضافہ ہے ۔

نوٹ۔ یہ کتاب (۳۵۰) صفحہ کی مجلد باتصویر رنگین ۲۲×۱۸/۸ سائز عمدہ لکھائی چھپوائی اور کاغذ کی ہے۔ قیمت فی جلد ۱/۲ محصول ۳ر۔ دو جلد پر محصول معاف

فہرست مضامین مختصراً۔ منی کی پیدائش جائے رہائش باتصویر رنگین شرح۔ خطرناک تیز زہر۔ زنانہ تناسلی اعضاء بالقدر رنگین شرح۔ منی اور رسج (حیض) کے متعلق دلچسپ جدید مغربی دریافت۔ ویدک و یونانی خیالات۔ شادی کے متعلق ویدک مغربی اور اسلامی خیالات۔ حمل بالتشریح۔ مکمل ہدایات قابل دید۔ حاملہ زچہ و بچہ کے متعلق مفصلاً عام جسمانی اعضائے باتصویر رنگین مختصراً۔ ذرائع صحت اسباب الامراض۔ ویدک اصول صحت۔ اصول علاج۔ اصول تشخیص پانی سے تمام امراض کا علاج باتصویر شرح مدلل۔ خواص الاشیاء بمعہ مرکبات۔ امراض منی کا مکمل علاج بمعہ نسخہ جات وغیرہ وغیرہ ۔

پتہ: سیتا رام دت۔ وید کویرخن

آدتیہ اوشدھالیہ صدر بازار راولپنڈی